المؤسس محبۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت حضرت مولانا
الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رحمۃ اللہ علیہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بفیضِ رُوحانی اعلیٰحضرت عظیم البرکت سراج الملّت والدین مولانا الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ عنہ

بسرپرستی زبدۃ العارفین شمس الملت عالیجناب مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم علی پوری

بظلِ حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدّام الصوفیہ کا

دینی - مذہبی - شریعت و طریقت کا علمبردار - صوفیائے کرام کی جان اور علمائے اُمت کا مرغوب قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصُوفیہ قصور

جلد ۳	جون ۱۹۶۳ء بمطابق محرم الحرام ۱۳۸۳ھ	شمارہ ۹

فی کاپی ۵۰ پیسہ — سالانہ چندہ -/۵ روپے — معاونین کرام سے -/۲۰ روپے — سرپرست حضرات سے -/۳۰ روپے

نگران

منبع رشد و ہدایت مولانا الحاج علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری

مدیر معاون

مولانا عبدالعزیز مرتضائی قصوری

مقام اشاعت

کوٹ عثمان خاں قصور مغربی پاکستان

غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے شائع کیا

فہرس

حصّہ نثر

حصّہ نظم

ضروری گذارشات

ماہنامہ انوار الصوفیہ ہر ماہ انگریزی کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ جس کا ہر خریدار کو زیادہ سے زیادہ ۲ یا ۳ تاریخ کو پہنچ جانا لازمی ہے۔ اگر پانچ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے تو دفتر میں اطلاع دے کر دوبارہ حاصل کریں۔ پورا مہینہ گذر جانے کے بعد اگر کوئی صاحب شکایت کریں گے تو قابل سماعت نہیں ہوگی۔

رسالہ کے متعلق خط و کتابت یا منی آرڈر کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں تاکہ آپ کے ارشاد کی تعمیل ہو اور ارسال کردہ چندہ آپ کے نام کے ساتھ رجسٹر میں نمبر خریداری کے حوالے سے جمع ہو۔

جب میعاد خریداری کے ختم ہوجانے کی اطلاع پتہ والی چیٹ کے اوپر سرخ نشان سے ہو جائے تو دوسرے رسالہ کی اشاعت سے قبل اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کردیں۔ اگر وی۔ پی منگوانا منظور ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر مطلع کریں۔ کسی کے نام اس کی اجازت کے بغیر وی۔ پی نہیں کیا جاتا۔

بھارت کے خریدار اپنا سالانہ چندہ مبلغ ۵/ مولانا الحاج محمد طاہر صاحب مراد آباد محلہ تمباکو والا کے پاس جمع کرا کر ہمیں اطلاع دیں۔ یہاں سے ان کے نام رسالہ جاری کردیا جائے گا۔

نمونہ کے طور پر اگر رسالہ منگوانا ہو تو آٹھ آنہ کے دو دو پیسہ والے ٹکٹ ارسال کیجئے۔ مفت کسی کے نام نہیں بھیجا جائے گا۔

زکوٰۃ فنڈ سے جتنے مستحقین کے نام رسالہ جاری کرنا تھا ہم جاری کرچکے ہیں۔ اب کوئی صاحب زکوٰۃ فنڈ سے رسالہ جاری کرنے کے متعلق نہ لکھیں۔

مخیر حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنی زکوٰۃ یا عطیات سے مستحقین کے نام رسالہ جاری کرا کر رسالہ کی اعانت فرمائیں۔

خلفاء کی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے حلقہ ارادت سے رسالہ انوار الصوفیہ کیلئے نئے خریدار بنائیں۔

تابش شجاع آبادی

حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام

حسینؑ جھوم کے جب بہرِ امتحاں نکلا
ہُوا یہ شور صداقت کا پاسباں نکلا

خیالِ قلت و کثرت کا دل میں کیا لاتے
جو ساتھ لے کے عزیمت کا کارواں نکلا

حیات و موت کے سنگین موڑ پر شبیرؑ
ثبات و عزمِ حقیقی کا ترجماں نکلا

عطا ہُوا تھا جو ایثار اُن کو فطرت سے
وہی خلوص و صداقت کا پاسباں نکلا

وفا ادائے جفا پر نثار ہو کے رہی
جو نازنیں تھے سزاوارِ امتحاں نکلا

امامِ عشق کا پیچھے ہٹا نہ بڑھ کے قدم
ہجومِ کرب و بلا میں وہ شادماں نکلا

جو باغِ دیں میں خزاں کا عمل نظر آیا
تو وہ بہار کے سالارِ کارواں نکلا

چلے ہیں سر سے کفن باندھ کر شہِ ابرار
زمیں کی گود سے جس طرح آسماں نکلا

وہی شناورِ بحرِ تجلیٔ حق ہے
جو خاک و خوں کے تلاطم کے درمیاں نکلا

بہارِ گلشنِ دیں مرتضےٰ علی ہیں اگر
حسینؑ روحِ چمن نازِ گلستاں نکلا

غمِ حسینؑ کے اعجاز سے بنا گوہر
مرا جو اشک مرے دل کا رازداں نکلا

ہو بندگی پہ تری ناز کیوں نہ تابشؔ کو
گدائے درگہِ والا شہِ جہاں نکلا

قمر یزدانی، پنوانہ
ضلع سیالکوٹ

حیدرِ کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سرورِ کل سے ہے نسبت حیدرِ کرار کی / اللہ اللہ، ہے یہ عظمت حیدرِ کرار کی

ہے لبِ ہر ذرۂ خیبر پہ اُن کی داستاں / یعنی رودادِ شجاعت حیدرِ کرار کی

مرقدِ پُر نور پر ہے اک ہجومِ اہلِ دل / مرجعِ عالم ہے تربت حیدرِ کرار کی

راندۂ درگاہِ ربِّ دوجہاں ہے وہ بشر / جس کے دل میں ہے عداوت حیدرِ کرار کی

حامی و ناصر ہے اُن کا سرورِ کون و مکاں / حق بھی کرتا ہے حفاظت حیدرِ کرار کی

جس کے دل میں بس رہا ہے عشقِ ختم المرسلیں / جانتا ہے قدر و قیمت حیدرِ کرار کی

ہوتی ہے مَن کُنتُ مولا سے نمایاں شانِ پاک / ہے عیاں عالم پہ عظمت حیدرِ کرار کی

کیوں نہ ہو اُن کے درِ اقدس پہ مستوں کا ہجوم / میرِ کوثر سے ہے نسبت حیدرِ کرار کی

رزمگاہِ کفر و ایماں میں جو چمکی ذوالفقار / چھا گئی ہر دل پہ ہیبت حیدرِ کرار کی

آپ کا ہر سجدہ تھا آئینہ دارِ وَاقتَرِب / اے تعالیٰ اللہ، عبادت حیدرِ کرار کی

اَنتُمُ الاَعلَون کی تفسیر ہے اُن کا وجود / ہے دو عالم پر حکومت حیدرِ کرار کی

مصحفِ ناطق ہیں بابِ شہرِ علمِ مصطفیٰ / ہے مسلّم علم و حکمت حیدرِ کرار کی

تاجدارِ فقر، امامِ مُلکِ درویشی ہیں وہ / اب بھی جاری ہے امامت حیدرِ کرار کی

اللہ اللہ، قسمتِ خامہ کہاں چمکی قمر / لکھ رہا ہے آج مدحت حیدرِ کرار کی

مدیر مسئول

قدیم ایام میں محرم کی صرف اتنی ہی یاد اور عظمت تھی کہ یہ اشہر الحرم ہے۔ جاہلیت میں بھی یہ مہینہ قدر و عزت کا حامل سمجھا جاتا تھا۔ قریش مکہ اسی مہینہ کی دسویں تاریخ کو جس کو عربی میں عاشوراء کہتے ہیں بیت اللہ شریف کی غلاف پوشی کرتے اور اس دن روزہ بھی رکھتے اس مہینہ میں وہ قتل و قتال اور غارتگری اور تمام جرائم سے دست کش ہو جاتے اس لئے کہ یہ مہینہ عزت و حرمت والا ہے۔ اس میں ارتکاب معصیت اس کی حرمت کے پاکیزہ گریبان کو چاک کر دیتا ہے۔

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے مدینہ کے یہود کو عاشورہ کے دن روزے سے پایا۔ آپ نے جب اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ اس روز اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کو فرعون کے ظلم و ستم سے نجات بخشی۔ سمندر کو ان کے لئے پھاڑا اور فرعون اور اس کی قوم کو سمندر میں غرق کیا اس کے شکریہ میں ہم اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں تم سے بھی اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔ آپ نے عاشورے کا ہمیشہ روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ رمضان کی فرضیت نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا اب جس کا دل چاہے وہ اس کا روزہ رکھے اور جس کا دل چاہے وہ نہ رکھے۔

ماہِ محرم کے متعلق یہ روایات بھی ہیں کہ اسی کے عاشورے میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور خلعتِ خلافت سے نوازا۔ اور نوح علیہ السلام کی کشتی نے کوہ جودی کے دامن میں قرار پایا اور طوفان زائل ہوا۔ کفر و کفار کو غارت اور نیست و نابود کیا اور توحید کا علم سربلند ہوا۔ اور ایمانداروں کو نجات ملی۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی محرم کے پہلے جمعہ کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے تمام پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور جو کوئی اس مہینہ کے تین دن جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نوسو سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ روایات محرم کے لئے خاص نہیں ہیں بلکہ تمام اشہر الحرم

ادارہ

"کلام الامام امام الکلام"

محبوب محبوب کبریا سید الشہداء امام المسلمین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ کے رجز کا وہ متبرک حصّہ جو آپ نے دنیائے اسلام کی ہدایت کے لئے عاشورہ کے دن ارشاد فرمایا :-

فان تکن الدنیا تعد نفیسۃ ۔۔۔ فان ثواب اللہ واعلیٰ واجزلٗ

وان یکن الارزاق قسما مقدرا ۔۔۔ فقلۃ حرص المرٔ فی الکسب اجملٗ

وان تکن الاموال للترک جمعا ۔۔۔ فما بال متروک بہ المرٔ یبخلٗ

وان تکن الاجساد للموت نشئت ۔۔۔ فقتل الفتیٰ بالسیف فی اللہ اجملٗ

علیکم سلام اللہ یا آل احمد ۔۔۔ فانی اراني عنکم الیوم ارحلٗ

ارٰی کل ملعون ظلوم منافق ۔۔۔ یروم فنانا جہرۃً ثم یعملٗ

لقد غرھم حلم الالٰہ لانہ ۔۔۔ حلیم کریم لم یکن قط اعجلٗ

(ترجمہ) اگر دنیا گرانمایہ سمجھی جاتی ہے تو ثواب اس سے کہیں زیادہ افضل و برتر ہے۔ اور اگر رزق معین و مقدر ہو چکا ہے تو پھر انسان کا طلب رزق میں کم حرص کرنا بہت اَحْسَنُ ہے۔ اور اگر دنیاوی مال و دولت صرف اس وجہ سے جمع کئے جاتے ہیں کہ آخر میں یعنی وقت موت ان کو چھوڑ کر چلے جائیں تو اس چیز کا کیا فائدہ ہے جسے چھوڑنا ہے کہ انسان اس میں بخل کرتا ہے اور اگر کل جسد مرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں تو جوانمرد کا راہ خدا میں قتل ہونا بہت زیادہ افضل و بہتر ہے۔ اے آل محمد صلے اللہ علیہ وسلم سلام اللہ علیکم اجمعین۔ خدا کا سلام تم پر نازل ہو کیونکہ میں آج تمہارے پاس سے کوچ کرونگا۔ میں ہر ملعون ظالم اور منافق کو دیکھتا ہوں کہ میرے فنا کر دینے کا ارادہ کرتا ہے اور پھر عملی طور سے اسکو ظاہر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم نے انہیں مغرور کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ حلیم و کریم ہے اور کبھی کسی امر میں جلدی نہیں کرتا۔

آنکھیں اشکبار ہونے کے لئے مضطرو بے تاب ہو جاتی ہیں۔ مگر پھر بھی ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ دائرہ شریعت اور اتباع رسول سے ایک بال برابر بھی قدم باہر نہ رکھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایمانداروں کے اوصاف بیان کئے ہیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت گرتی ہے تو وہ زبان سے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی صلوات اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حضرت امام کی شہادت اور آپ کا مقام کربلا میں قتل ہونا۔ بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کرنا اللہ کے نزدیک مقدر ہو چکا تھا۔ ہم پر لازم ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے ضبط و صبر کے دامن کو تھامیں اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے حدود شریعت سے تجاوز لازم آئے۔ ان ایام میں ماتمی سیاہ لباس پہننا اور رونا پیٹنا، واویلا کرنا شریعت کے مقصد کے خلاف ہے۔ شریعت نے اپنے پیروکاروں کو اس سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ کسی میّت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا شریعت میں حرام ہے۔ صرف اس عورت کو چار ماہ دس دن تک سوگ کرنے کی اجازت دی ہے جس کا خاوند فوت ہو گیا۔ اور سوگ کا مطلب بھی یہ نہیں کہ وہ اظہار غم کرے اور روتی پیٹتی رہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے عرصہ تک بیاہی عورتوں کی طرح زیب و زینت نہ کرے تاکہ مردوں کو معلوم ہو کہ وہ ابھی اپنے متوفی شوہر کی عدت میں ہے۔

یہ اس موت کا حکم ہے جس کی کوئی فضیلت نہیں۔ اور شہادت کی تو وہ موت ہے کہ اس کو موت کہنا بھی ممنوع ہے۔ اس لئے شہید کے لئے تو یہ چیزیں جو عام اموات کے لئے حرام اور ممنوع ہیں بطریق اولیٰ ممنوع ہوں گی۔ ہم تمام اہل اسلام کو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آل و عترت اور اہل بیت سے دلی محبت ہے۔ اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اہل بیت کی محبت پر ہمارے ایمان کی بنیاد ہے۔ اس لئے جب ہم ان مصائب و آلام بے پناہ کا ذکر جو حضرت امام پر ڈھائے گئے سنتے ہیں تو دل میں رنج و غم کا ایک بے پناہ تلاطم برپا ہو جاتا ہے۔ اس وقت جی چاہتا ہے کہ دھاڑیں مار مار کر اتنا روئیں کہ ساری دنیا کو رلا دیں۔ اور اتنے آنسو بہائیں کہ دنیا کے سمندر اپنی روانی بھول جائیں۔ مگر ان تمام جذبات اور ان تمام تڑپوں کو ہم صبر سے دل ہی دل میں روک لیتے ہیں۔ اور جس دین کی عزت و آبرو کے تحفظ کے لئے حضرت امام گرامی نے اپنی اور اپنے اعزہ کی جانیں قربان کر دیں اس کے ناموس کو، اس کی آب و تاب کو برقرار رکھنے کے لئے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے پر قناعت کرتے ہیں۔ اگر ہم آپ کی خونچکاں داستان کو سن کر دامن صبر کو تار تار کر دیں اور رو رو کر آسمان کو سر پر اٹھالیں اور اپنے جسم کو پیٹ پیٹ کر زخمی کر لیں تو اس سے وہ گلشن توحید و رسالت تاراج ہو جائے گا جس کی آبیاری اسباط رسول کے

خون سے کی گئی ہے۔ جہاں تک ہمارا اہل بیت رسول سے محبت کا تعلق ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر شہداء کربلا اور اہل بیت کرام کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کریں۔ اور کتاب وسنت کی روشنی میں اہلبیت کرام کے فضائل کو بیان کرنے کے لئے مجالس قائم کریں اور مستند جیّد علماء سے اہل بیت کے فضائل اور ان کے دینی کارناموں اور شہادت امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر وعظ کرائیں اور کربلا کے اس جانگداز حادثہ کا پس منظر تلاش کر کے اس پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ ذاکرین قسم کے واعظین کی وعظ کرانے سے اصولی اور فروعی کئی قسم کی پیچیدگیاں اور اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو نہ صرف اسلام کے لئے مضر ہیں بلکہ ملک کی سالمیت کے لئے بھی بے حد خطرناک ہیں۔ اس لئے ایسے واعظین اور مقررین کے وعظوں سے اجتناب کریں اور عموماً قوم وملت میں جو انتشار و اختلاف کی باد صرصر زور وشور سے چل رہی ہے جس سے وحدت اسلامی پارہ پارہ ہو کر رہ گئی ہے اسکے ذمہ دار ایسے واعظین ایمان کے نقشے بنائیں۔

شاہ انصار الہ آبادی

سلام بحضور امام حسین علیہ السلام

یا شہ کربلا سلام علیک — عاشق کبریا سلام علیک

یا شہید وفا سلام علیک — جانِ صبر و رضا سلام علیک

آفتاب سپہر مصطفوی — ماہتابِ ہدیٰ سلام علیک

قرۃ العین فاطمہ زہرا — معنی انما سلام علیک

زینتِ خلد و رونقِ کعبہ — مرضیٔ مرتضیٰ سلام علیک

ہمہ تن لا الہ الا اللہ — عظمتِ دین سلام علیک

منزل نے نوا بہشت بنی — سیدِ بے نوا سلام علیک

ناخدائے سفینۂ اسلام — دین کی انتہا سلام علیک

آپ کا غم ہے عیش ایمانی — شاہِ کرب و بلا سلام علیک

تہہ شمشیر بھی لبوں پہ ہنسی — عشق کا حوصلہ سلام علیک

ہم شبیہہ رسول ہیں اکبر — جلوۂ حق نما سلام علیک

فکر انصار کیا سلام لکھے — وہ ہیں سر تا بپا سلام علیک

یا شہ کربلا سلام علیک — یا شہید وفا سلام علیک

جان صبر و رضا سلام علیک — عاشقِ کبریا سلام علیک

مولانا محمد شفیع صاحب خطیب
جامع مسجد کاہونکے

سید الصابرین امام حسین علیہ السلام کا اسوۂ حسنہ

اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور درود کے بعد اہل اسلام پر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اہل سنت وجماعت ہی ایک گروہ ایسا ہے جو اہل بیت کرام سے محبت کو جزو ایمان سمجھتا ہے اور یاد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے دل کو منور کرتا ہے اور یاد شہیداں سے اپنے ایمان کی قوت کو جلا دیتا ہے

آئمہ اہل سنت کے ارشادات محبت اہل بیت کے متعلق اگر پڑھے جائیں تو معلوم ہوگا کہ اس فرقہ ناجیہ کو کس قدر اس کا اہتمام ہے۔ نمونۃً ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اہل بیت کی بہت ہی تعظیم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے ایک حاجت مند شہزادے کو دو لاکھ درہم عطا فرمائے (تفسیر کشاف) اور یہ واقعہ تمام تاریخوں میں مذکور ہے کہ آپ کی گرفتاری اور پھر جیل میں شہادت صرف اہل بیت کی محبت اور موافقت میں فتوے دینے کے سبب تھی۔

۲۔ حضرت امام مالک۔ حضرت امام حنبل اور امام شافعی سچے عاشق اہل بیت تھے۔ اور انکی روایت شدہ احادیث میں اس قدر فضائل اہل بیت ملتے ہیں کہ کسی اور امام نے شاید اس قدر بیان فرمائے ہوں۔

امام شافعی پر تو رافضی ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا لوکان الرفض حب آل محمد فلیشھد الثقلان انی رافضی یعنی اگر حب اہل بیت کا نام رفض ہے تو پھر دونوں گروہ جن اور انسان گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

۳۔ جو کسی عالم۔ فقیہہ یا سید کی توہین کرے وہ کافر ہے (طحطاوی)

۴۔ امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ کسی عالم یا متقی کو جائز نہیں کہ وہ سید یا باپ کے آگے بیٹھے۔ خواہ وہ ناخواندہ ہی ہوں (فیصلہ شرعیہ)

۵۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد ماجد سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں وفات کے وقت پوچھا کہ حضرت فاطمہ کا کیا حال ہے تو آپ نے فرمایا بیٹا ایمان سلامت لے جا رہا ہوں اور اہل بیت کی محبت میں مستغرق ہوں۔

۶۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول من و دست و دامان آل رسول

۷۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

بصدق و صفائی تو ای گشت جامی غلام غلامان آل محمد

۸۔ حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

۹۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

۱۰۔ حضرت حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں:۔

کس زباں سے ہو بیان عز و شانِ اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوانِ اہل بیت
بے اجازت ان کے گھر میں جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

ارشادات آئمہ کرام سے واضح ہو گیا کہ اہل بیت سے محبت مومن کا وطیرہ ہے اور نجات کا سبب ہے جو محبت اہل بیت سے خالی ہے وہ خارجی ہے۔ مگر ایک گروہ مدعی محبت اہل بیت محرم الحرام میں اظہار محبت ایسے طریق سے کرتا ہے جو نہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں جائز ہے اور نہ ہی قوم مسلم کے لائق۔ اصل میں محبت تو موافقت کا نام ہے جو کسی کی محبت کا مدعی ہو اسے محبوب کی موافقت کرنی چاہیے۔ اور اس کے اسوہ حسنہ کی پیروی میں مشغول ہو جانا چاہیئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جو اللہ کی محبت کا دعوےٰ کرے اور اُس کے احکام کا کاربند نہ ہو وہ دعوےٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ لہٰذا اسوۂ حسینی کا متبع محب حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہے اور جو عملی طور پر اسوۂ حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی مخالفت کرتا ہے وہ محب حسین نہیں اور اس کے دعوےٰ کے ساتھ اس کے عمل کی کوئی مطابقت نہیں۔ (اسوۂ حسینی)

۱۔ باطل خواہ کتنا ہی زور پر کیوں نہ ہو، حق اس کے آگے نہیں جھک سکتا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کربلا میں قربانی اس کا بیّن اور واضح ثبوت ہے۔ اسوۂ حسینی نے تقیہ کا پردہ چاک کر دیا اور آنے والوں کو درس حریت دیا کہ حق کسی صورت میں بھی باطل کے سامنے نہیں دبتا۔ کون نہیں جانتا کہ امام عالی مقام کے سامنے دنیاوی طاقتوں نے کس قدر ہولناک منظر پیش کیا۔ اور آپ کی آنکھوں کے سامنے خوف سلطنت۔ بھوک۔ بچوں کی ذبحات اور اپنی شہادت تھی مگر پھر بھی آپ نے کوئی حیلہ وغیرہ نہیں کیا۔ سب کچھ قربان کر دیا۔ اور باطل کے سامنے نہ جھکے۔ ذرا وہ لوگ خیال کریں جو آئمہ کرام کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ جو تقیہ نہ کرے اس کا کوئی دین نہیں۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت نے ان آنے والوں کو اپنے عمل سے سبق دیا کہ اس مقولہ کی کوئی حقیقت نہیں۔

۲۔ پیکر صبر و رضا کبھی بھی لب پر آہ و بکا نہیں لاتا بلکہ خوشی خوشی ہر آنے والے حادثہ کا استقبال کرتا ہے۔ اس کے لئے مرگ جوانان۔ فراق اخوان۔ ناموس کا لٹنا ایک نئی لذت کا سامان بہم پہنچاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے

اقتلونی ۔ اقتلونی یا ثقات
ان فی قتلی حیات دائمات

یعنی مجھے قتل کرو کیونکہ میرے قتل میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔

اب ذرا ان بدعات پر جو محرم میں کی جاتی ہیں نگاہ ڈالو تو معلوم ہوگا کہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسوہ کے کس قدر مخالف ہیں۔ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اس وقت جبکہ آپ کا وقت موعود آچکا تھا اپنی ہمشیرہ زینب اور ام کلثوم اور اپنی زوجہ مبارک کو بایں الفاظ وصیت کی "میں تمام کو وہی وصیت کرتا ہوں جو میرے نانا علیہ السلام نے میری والدہ ماجدہ کو کی تھی ۔ میری وفات پر بال نہ نوچنا ۔ آہ دبکا اور آواز سے گریہ نہ کرنا ۔ چھاتی نہ پیٹنا ۔ صبر و رضا سے وقت بسر کرنا"۔

۳۔ عین اس وقت جبکہ بدن زخموں سے نڈھال ہو چکا ہو۔ سجدہ میں گر کر جان جان آفریں کے سپرد کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دستور العمل اس آیت کریمہ کو بنا لیا تھا۔ "ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین" تحقیق میری نمازیں اور قربانیاں اور زندگی اور موت رب العالمین کے لئے ہیں ۔ امام عالی مقام کا آخری سجدہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ نماز اسلام کا رکن اعظم ہے ۔ جو اس سے غافل ہے وہ اسلام کی برکات سے محروم ہے۔

اب ذرا اس قوم کے مشاغل کو دیکھو جو عشرہ محرم میں بسبب اپنے نئے نئے مشاغل کے ظہر عصر مغرب اور عشا کی نماز اور جماعت کے نزدیک نہیں جاتے اور اپنی خود ساختہ محبت کے مظاہروں میں مشغول رہتے ہیں ۔ کہیں تعزیہ اٹھائے جا رہے ہیں اور کہیں سینہ کوبی ہو رہی ہے اور ماتم کیا جا رہا ہے اور کہیں شام غریباں کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔

مسلمانو! اسوہ حسینی صبر ۔ خودداری اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا درس دیتا ہے۔ ہمیں لازم ہے کہ آپ کی یاد میں ان اخلاقِ عظیمہ کی پیروی کریں اور آپ کی شہادت کا تذکرہ سچی روایتوں سے کریں اور آپ کے روح مقدس کو خوش کرنے کے لئے صدقہ ۔ ایصال ثواب وغیرہ کریں ۔ اور باطل سے آخری جنگ لڑیں ۔ یا باطل مٹ جائے یا ہم نثار ہو جائیں ۔ اللھم صلے علیٰ سیدنا محمد وعلےٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

مولانا ورد کاکوروی کراچی

حُبّ اہلِ بیت

کئی لوگ امامت کو محض علم کی حد تک محدود سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بڑی امامت تو یہ ہے کہ دینی معاملات میں پیش قدمی کی جائے۔ امام کے معنی سردار۔ پیشوا۔ مقتدا کے ہیں۔ اسی لحاظ سے حضرت امام حسن علیہ السلام کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"یہ میرا لڑکا سردار (امام) ہے اور امید ہے کہ مسلمانوں کے ۲ بڑے گروہوں کے درمیان اللہ اس کے ذریعے صلح کرا دے"۔ (مشکوٰۃ کتاب المناقب)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جو واقعات پیش آئے وہ اس حدیث سے بخوبی شاہد ہیں کہ خونریزی نہ ہونے دی اور مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرادی۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقتدائی، پیشوائی یا امامت اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے حق و باطل کے درمیان اپنے خون کی سرخی سے لکیر کھینچ دی۔ ان واقعات کے لحاظ سے اگر ان کو امام نہ کہا جائے تو یہ ناانصافی ہوگی۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں جو محترم اور مخصوص بارہ وجود ہیں یہ کسی علمی خدمت کی بنا پر نہیں بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے ان کو احتراماً امام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ تجرید الاحادیث میں یہ حدیث ہے :-

لایزال الاسلام عزیزا الی اثنا عشر رجلاً (۱۲) اشخاص تک اسلام عزت والا رہے گا

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس حدیث میں (۱۲) اماموں کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ کیونکہ ان کے علاوہ اور کوئی بارہ لوگ نہ مخصوص ہیں نہ مشہور۔ ان حضرات تک اسلام کا عزت والا ہونا اس بات سے ظاہر ہے کہ ان (۱۲) اشخاص نے اسلام کی عزت کے لئے جان تک سے دریغ نہیں کیا۔ یہی حدیث اہل بیت کی فضیلت اور امامت کی دلیل ہے۔

ہم نے جس کتاب سے اس کا حوالہ دیا ہے یہ علامہ عبد الرؤف مناوی فاضل کی عربی تصنیف ہے۔ شاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا مفتی عبد القادر نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ مولانا عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد مزنگ

لاہور نے اس کو بنظر تصحیح ملاحظہ فرمایا ہے۔ تجرید الاحادیث میں جہاں یہ حدیث اور اس کا ترجمہ لکھا ہے وہاں (۱۲) امام کی صراحت بریکٹ میں لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے اہلبیت اور صحابہ کے متعلق جو حدیثوں کا مجموعہ لکھا ہے اس کو اسی کتاب سے تیار کیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق اسی کتاب میں یہ حدیث شریف ہے۔

خلقت انا وابوبکر وعمر من طینۃ واحدۃ (تجرید الاحادیث صفحہ ۱۵۲) — مَیں ابوبکرؓ عمرؓ ایک ہی مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت یہ حدیث شریف ہے۔

اناوعلی من شجرۃ واحدۃ والناس من اشجار شتی (تجرید الاحادیث صفحہ ۹۶) — مَیں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں باقی لوگ مختلف درختوں سے۔

حضرات اہل بیت کے متعلق چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:-

ان علیاً منی وانا منہ وھو ولی کل مومن (تجرید الاحادیث صفحہ ۸) — علیؓ محمدؐ سے ہیں اور میں علی سے اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں

مثل عترتی کسفینۃ النوح من رکب فیھا نجا (تجرید الاحادیث صفحہ ۳۰۷) — میری اولاد نوحؑ کی کشتی کی طرح ہے جو اس میں بیٹھا (یعنی جس نے ان کی اتباع کی محبت کی) اس نے نجات پائی)

نحن اھل بیت لایقاس بنا احد (تجرید صفحہ ۳۵۹) — ہم ایسے اہل بیت ہیں کہ ہم پر دوسرے کا قیاس نہیں ہو سکتا۔

النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لامتی (تجرید صفحہ ۳۶۴) — ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور میرے اہل بیت میری اُمت کے لئے۔

من احب الحسن والحسین فقد احبنی (تجرید صفحہ ۳۱۴) — جس نے حسن حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔

ھذا علی لحمہ لحمی ودمہ دمی (طبرانی) — یہ علی ہے اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے۔

النظر الی علی عبادۃ (طبرانی حاکم) — علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے

لایحب علیاً منافق ولا یبغضہ مومن
(ترمذی)

علی سے منافق محبت نہیں کر سکتا اور مومن بغض نہیں رکھ سکتا۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ کے والد بزرگوار کی والدہ یعنی آپ کی دادی کا نام ام سلمہ تھا جو امام محمد کی صاحبزادی تھیں۔ امام محمد صاحب کا نسب یہ ہے۔ امام محمد بن امام طلحہ بن امام عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس طرح سے سید عبدالقادر جیلانی خلیفۂ اوّل کے نواسے ہوئے۔

عبداللہ بن منظفر کی والدہ کا۔ حفصہ بی بی نام تھا۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی صاحبزادی تھیں۔ اس طرح سید عبدالقادر جیلانیؒ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھی نواسے ہوئے (ہماری کتاب سیرت قادری میں اس کی تفصیل ہے جو زیر طبع ہے)

حضرت امام زین العابدینؓ کے صاحبزادے حضرت زید شہید نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بُرا کہنے سے انکار کر دیا۔

کتاب "ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی" کے صفحہ ۹۸ میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت زید شہیدؒ کی تقریر درج ہے۔ جس مجمع میں آپ نے یہ تقریر فرمائی اس میں ملحد بھی تھے، جبری بھی اور خلفائے راشدین کے مخالف بھی، یہ تقریر آپ کی امامت کا زریں کارنامہ ہے۔ آپ نے مجمع کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں ان لوگوں سے بری ہوں جو حق تعالیٰ کو اس کی مخلوقات جیسی ہستی خیال کرتے ہیں۔ میں ان جبریوں سے بھی بری ہوں جنہوں نے اپنی ساری شرارتوں اور بداعمالیوں کی گٹھڑی خدا پر لاد دی ہے۔ اور میں اُن لوگوں سے بھی الگ ہوں جنہوں نے بدکاروں اور شریروں کے دل میں یہ توقع پیدا کر دی ہے کہ خدا اُن کو یونہی چھوڑ دے گا۔ یعنی صرف ایمان کا دعویٰ کافی ہے۔ گویا عمل صالح کی ضرورت ہی نہیں۔ میں ان دین باختوں سے بھی جدا ہوں جو حضرت علی کو کافر کہتے ہیں اور ان لوگوں سے بھی الگ ہوں جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی تکفیر کرتے ہیں"

مجمع نے آخری فقروں کی وضاحت چاہی تو آپ نے حضرت صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی بابت فرمایا:۔

"انہوں نے رسولؐ کی صحبت و رفاقت میں زندگی گذار دی۔ اور
رفاقت کا حق ادا کر دیا اور دونوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا
اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں میں سے کسی سے نہیں سنا کہ
دونوں نے ہم لوگوں سے کوئی برائی کی ہو۔ بلکہ جس کسی سے سنا
ہمیشہ خیر اور بھلائی کے سوا کچھ نہیں سنا۔"

رافضی لفظ کے معنی ہیں سردار کو چھوڑنے والا۔ جب آپ سے یہ سب سنا تو مخالف لوگوں نے کہا کہ آپ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے بیزاری کا اعلان کیجئے ورنہ ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے جواب میں فرمایا میں ہرگز ایسا اعلان نہیں کروں گا۔ تم اپنے سردار کو چھوڑتے ہو تو تمہاری خوشی۔ اس پر وہ لوگ چل کھڑے ہوئے آپ نے فرمایا تم رافضہ ہو (یعنی رافضی) اسی دن سے رافضی کا لفظ چل پڑا (یعنی اپنے سردار کو چھوڑنے والے)

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (سورہ احزاب)

اللہ نے ارادہ کر لیا ہے کہ اہل بیت سے برائی دور کر کے پاک صاف کر دے

رافضی اہل بیت کو معصوم سمجھتے ہیں اس بنا پر جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن کے صفحہ ۱۹۵ میں جناب عبدالحمید صاحب نے اس کی تردید کی ہے۔ تردید اپنی جگہ صحیح ہے لیکن صاحب مضمون کا یہ لکھنا صحیح نہیں کہ

"خدا نے پاک نہیں کیا بلکہ صرف ارادہ کیا ہے۔ اس لئے پاکی
ثابت نہیں۔"

جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے کے متعلق دو جگہ صراحت فرمائی ہے۔

اذا اراد اللہ شیئاً ان یقول لہ کن فیکون ۰ (سورہ یٰسین)

جب اللہ کسی بات کے ہونے کا ارادہ کرتا ہے تو ادھر کہا اُدھر ہو گئی

انما قولنا لشیءٍ اذا اردنٰہ ان یقول لہ کن فیکون

جب ہم نے کسی چیز کے ہونے کا ارادہ کیا۔ کہہ دیا کہ ہو جا۔ ہو گئی

اس لحاظ سے اہل بیت پاک ہیں۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ اہل بیت کی اولاد ہیں اسی لحاظ سے "غوث پاک" کہے جاتے ہیں۔

حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر کاکوروی نے ایک شہادت نامہ لکھا ہے۔ اس میں فضائل محبت اہل بیت کا ایک مستقل عنوان ہے۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی کے رسالے احیاء المیت لفضائل اہل بیت اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی کتاب "تحفہ اثنا عشریہ" اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نیز اسی قسم کے اکابر سُنی علماء کی کتابوں کے حوالوں سے اہل بیت کی فضیلت ثابت کی ہے۔ جن حضرات کو اس کی تفصیل دیکھنا ہو مذکور الصدر علماء کی کتابیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

درد کاکوروی

واہ رے شوقِ شہادت کہ نہ چکھا پانی

شہ یہ فرماتے تھے ہاں اُٹھ گیا دانا پانی
ساری مخلوق تو پائے لبِ دریا پانی
ہائے پردیس میں کیا شاہ کا بدلا پانی
صبر اور ضبط کی فرماتے تھے حضرت تلقین
حیف ہے ساقیٔ کوثر کے نواسے کے لئے
آگئی یاد وہیں آلِ محمد کی پیاس
اس طرح رن میں گرجتے ہوئے آئے شبیرؑ
راہِ حق میں انہیں خنجر وہی دیتا تھا مزہ
اہل بیتِ نبوی کی نہیں پہچان تجھے
صبر کی مہر بنی تشنہ لبی حضرت کی
ایک اشارہ بھی اگر سبطِ نبی کا ہوتا
ان شہیدوں کے لئے آبِ مصفیٰ کوثر

اب پلائیں گے ہمیں خلد میں نانا پانی
نہ پئے ساقیٔ کوثر کا نواسا پانی
شمر نے آپ کو خنجر کا پلایا پانی
مانگتیں خیمے میں جس وقت سکینہ پانی
بند ہو عالمِ اسلام میں دانا پانی
سامنے جب کسی مظلوم کے آیا پانی
دیکھتے ہی ہوا اعدا کا کلیجا پانی
لطف دیتا ہے پیاسے کو جو ٹھنڈا پانی
اے عمر سعد تری آنکھوں کا ڈھلکا پانی
واہ رے شوقِ شہادت کہ نہ چکھا پانی
حکم حق سے وہیں مقتل میں برستا پانی
شمر کم بخت ہے تیرے لئے کالا پانی

ہائے اس دم نہ ہوئے ہم کہ فدا ہو جاتے
کیوں نہ پھر دردؔ ہو رو رو کے کلیجا پانی

مولانا درد کاکوروی صاحب کراچی

شہیدِ مشہدِ کرب و بلا سلام علیک

حسینؑ سبطِ رسولِ خدا سلام علیک
شہیدِ مشہدِ کرب و بلا سلام علیک

نہ ڈگمگائے قدم گرچہ کھائے زخم پہ زخم
حضور تھا یہ جگر آپ کا سلام علیک

کچھ اس طرح سے کیا آپ نے ادا سجدہ
اُٹھا کے سر کو قضا نے کہا سلام علیک

لگا جو تیر کلیجے پہ جا کے اصغرؑ کے
تو ننھی رُوح نے فوراً کہا سلام علیک

یہ فاطمہؓ کے جو بکھرے ہوئے ہیں پھول ہر ہر جا
مہک اُٹھی ہے تبھی کربلا سلام علیک

شہیدِ ناز ہوئے کُشتۂ نیاز ہوئے
قتیلِ مقتلِ راہِ خدا سلام علیک

کیا حضور کو خالق نے زندۂ جاوید
شہیدِ خنجرِ صبر و رضا سلام علیک

جو شیشہ دیکھا گیا آہ روزِ عاشورا
تھا خُون اس میں بھرا آپ کا سلام علیک

ہے آج بزمِ عزا میں نیاز مند کھڑے
قبول کیجئے یہ فاتحہ سلام علیک

نصیب دردؔ کو بھی ہو یہ استقامتِ حق
ہیں آپ سبطِ رسولِ خدا سلام علیک

شاعر انوار الصوفیہ حضرت
مولانا صابر براری مدظلہ،
ڈرگ روڈ کراچی

گلشنِ زہرا کا پھول

ولادت باسعادت نورِ مشرقین، جانِ کونین، روحِ دارین سیدنا و مولانا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ شریفہ ۵ شعبان المعظم ۴ھ بروز منگل مدینہ منورہ میں ہوئی آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور القاب سید الشہدا، سبطِ اصغر، سبطِ رسولؐ اور ریحانۃ الرسول ہیں ؎

طرب افروز تھا پانچ دن شعبان المعظم کا
کہ قصرِ فاطمہ زہرا خورشیدِ شرف چمکا

اسم مبارک آپ کی ولادت باسعادت کی خبر سن کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی صاحبزادی خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدہ پر تشریف لائے۔ پیارے نواسے کو آغوشِ مبارک میں لے کر داہنے کان میں تکبیر اور بائیں کان میں اقامت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے دریافت فرمایا۔ اے علی کیا نام رکھا ہے۔ حیدرِ کرار نے عرض کیا یا رسول اللہ میری کیا مجال ہے جو حضور سے سبقت لے جاؤں۔ فرمایا اے علی ہم بھی ان کا نام رکھنے کے لئے وحی کے منتظر ہیں۔ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ حضرت ہارون کے تینوں بیٹوں کے نام عبرانی زبان میں شبّر۔ شبیّر۔ مشبّر تھے۔ جس کا عربی ترجمہ حسن حسین محسن ہے۔ بڑے شہزادے کا نام حسن ہے اس کا نام حسین رکھیے۔ چنانچہ حضور نے ان کا نام حسین رکھا۔

مشابہت میرے جدِّ مرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانا نور کا

آپ سینۂ اطہر سے لے کر قدم مبارک تک آقائے نامدار سرکارِ ابد قرار تاجدارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ آپ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ جب اندھیرے میں بیٹھتے تو آپ کی پیشانی و رخسار کی چمک دمک سے معلوم ہو جاتا تھا کہ آپ وہاں تشریف فرما ہیں۔ استاذی المحترم مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی مدظلہ، اپنی تصنیف "مرقع شہادت" میں کیا خوب فرماتے ہیں ؎

حسین آئینہ دارِ حسن روئے مصطفائی تھے
حسین اک مطلعِ انوارِ ذاتِ کبریائی تھے
حسن کی ہر ادا کے تھے حسینِ پاک آئینہ
حسن کی طرح تھا آئینہ خانہ آپ کا سینہ

تہنیت مع تعزیت آپ کی ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور پُرنور شہزادے کو آغوشِ نازمیں لے کر پیار کر رہے تھے۔ جبرئیل علیہ السلام نے پہلے تو تہنیت پیش کی ساتھ ہی ساتھ تعزیت بھی شروع کی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل یہ مبارکبادی کا سبب تو معلوم ہے مگر تعزیت کا یہ کونسا موقع ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ شہزادے کو کس محبت سے پیار کر رہے ہیں مگر افسوس کہ اشقیاء امت اس جگر گوشہ کے حلقِ تشنہ پر کربلا کے تپتے میدان میں نہایت بے دردی سے خنجر آبدار چلائیں گے تن مبارک کو انہی کے لہو سے نہلائیں گے۔ قطرہ آب کے لئے مرغِ بسمل سا تڑپائیں گے۔ سر مبارک کو تن سے جدا کریں گے۔ جسم نازک کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کریں گے آخر کار یہ جامِ شہادت نوش فرمائیں گے۔ دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل کیا اس وقت میرے چاروں صحابہ اور فاطمہ زہرا موجود ہوں گے۔ کہا نہیں۔ فرمایا پھر ان غریبوں یتیموں کی تعزیت کون کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ روئے زمین کے وحوش و طیور۔ دریاؤں کے جانور آسمان کے ملائکہ ان کا غم منائیں گے۔ زمین و آسمان روئیں گے۔ جانور اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں گے اور خود بھی آب و دانہ نہ کھائیں گے۔ یہ سن کر چشمانِ مبارک اشکبار ہو گئیں۔ دعا کے لئے دست مبارک بلند کئے۔ اللہ اُسے شہادت کی دعا نہ فرمائی۔ اگر اللہ اُسے شہادت کی دعا فرماتے تو یقیناً مقبول ہوتی مگر دعا فرمائی تو یہ کہ بارالٰہا اے میرے معبود میرے حسین کو امتحانِ شہادت میں ثابت قدم رکھنا۔ اور تیری بارگاہ میں اپنا گھر بار۔ جان و مال۔ آل و اولاد لٹانے کی اور آلام و مصائب برداشت کرنے کی طاقت عطا فرمانا۔ اللہ اکبر

تربیت آپ نے آغوشِ رسالت میں تربیت پائی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم سب بچوں سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے۔ اس لئے کہ آپ بے حد نیک۔ رحمدل۔ خدا پرست اور بہادر تھے۔ اس کے علاوہ حضور یہ بھی جانتے تھے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ یہی نونہال میری امت کو تباہی سے بچائے گا۔ میرے دین کا پرچم بلند کرے گا باطل کے پرخچے اڑا دے گا۔ اسلام کی ڈوبتی کشتی کو کنارے لگائے گا۔

حسین ابنِ علی کا اوج و رفعت کوئی کیا جانے
حسن جانے علی جانے نبی جانے خدا جانے

فضیلت سید الشہدائے کربلا خود فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے جدِ بزرگوار کے حضور میں گیا۔ ابی بن کعب حضور کے پاس بیٹھے تھے۔ حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا مرحبا بک یا اَبا عبداللہ یا زَینَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ۔ مرحبا اے حسین آسمان اور زمین کی رونق۔ اس پر ابی بن کعب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا حضور کے سوا

اور بھی کوئی زمین وآسمان کی رونق ہے ۔ آپ نے
فرمایا کہ اے ابی "حسین" کی عظمت آسمان وزمین میں
دنیا سے زیادہ ہے ۔ اور ان کا نام عین عرش میں مصباح
ہدیٰ وسفینۂ نجات میں لکھا ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرماتے ہیں ۔ کہ ایک دن سرکار ایک خیمہ کے اندر تکیہ
لگائے تشریف فرما تھے اور خیمہ میں حضرت علی، خاتونِ
جنت اور دونوں شہزادے تھے ۔ حضور نے فرمایا
اے مسلمانو میں صلح کروں گا اس سے جو اہل خیمہ سے
صلح رکھے گا اور لڑوں گا اس سے جو ان اہل خیمہ
سے لڑے گا ۔ دوست ہوں ان کا جو ان سے دوستی
رکھے گا ۔ اور یاد رکھو ان سے دوستی بھی وہی رکھے گا
جو نیک بخت، پاک ذات اور پاک طینت ہوگا ۔ اور
ان سے بغض وعداوت وہ رکھے گا جو کم بخت ــ
بدنصیب اور بدذات ہوگا ۔

موجودہ دور کے یزیدی جو یزید پلید کو امیر المومنین
کہتے ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو محض اپنی بغض و
عداوت وخارجی خباثت کی بنا پر (نعوذ باللہ) باغی قرار
دیتے ہیں وہ اس روایت سے اپنی نسل کا پتہ اور
اپنے مقام کا اندازہ لگائیں ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مجھ پر
میرے نورعینین حسن وحسین کو اور ان کے ماں باپ کو دوست
رکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں جائے گا ۔ اس لئے فقیر
نے عرض کیا ہے ؎

خلد میں رہتے ہیں شہدائے شہیدِ کربلا
قعرِ دوزخ میں ہیں اعدائے شہیدِ کربلا
ہو چکے ہوتے رہیں گے حشر تک رسوا تمام
خارجی بے دین اعدائے شہیدِ کربلا

ایک دن سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے ۔ دیکھا کہ امام حسین آپ کی
پیٹھ پر سوار ہیں ۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا سبحان اللہ
کیا اچھی سواری ہے ۔ حضور نے فرمایا اور سوار بھی کیا
خوب ہے ۔ سبحان اللہ ؎

راکبِ دوشِ رسالت آپ کہلائے گئے
کتنے اعلیٰ شان نظر آئے شہیدِ کربلا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے
وصال کے وقت یزید پلید کو بلایا اور تعظیم اہل بیت
کی تاکید کی اور ان کے فضائل سمجھائے کہ میں نے سنا
کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت
جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ۔ کہ یا رسول اللہ میں نے
اکثر راتوں کو شہزادوں کے گھوارے جھلائے ہیں اور
اس شعر کی آواز سے انہیں بہلایا ہے ؎

اِنَّ فِي الْجَنَّةِ نَهْرًا مِنَ اللَّبَنِ ؛ لِعَلِيٍّ وَحُسَيْنٍ وَحَسَن

جنت میں دودھ کی ایک نہر ہے وہ علی وحسین
اور حسن کے لئے ہے ۔ غرض امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کے بے شمار فضائل ہیں ۔ یہاں بخوف طوالت اختصار
سے کام لیا گیا ہے ۔ بحمد اللہ تعالیٰ سواد اعظم اہل سنت
وجماعت عظمت امام حسین کے معترف ہیں ۔

خلق وحلم

آپ نہایت رحمدل ۔ سخی ۔ عابد اور خدا
پرست تھے ۔ غریبوں کی مدد کرنا محتاجوں

کا کام کرنا۔ یتیموں سے محبت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے دروازہ پر فقیر آتا تو خود فاقہ کر لیتے مگر گھر میں جو ہوتا فقیر کو دے دیتے۔ گویا آپ اپنے والدین اور نانا جان کی خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ رحمدلی کا یہ عالم تھا کہ ایک دن آپ چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ خادم گرم گرم شوربے کا پیالہ دستر خوان پر لاتے ہوئے خوف سے کانپا جس کی وجہ سے پیالہ گر کر ٹوٹ گیا اور شوربا آپ کے رخسار پر پڑ گیا۔ آپ نے خادم کی طرف نگاہ فرمائی۔ خادم نے عرض کیا وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ۔ امام نے فرمایا میں اپنا غصہ پی گیا۔ پھر خادم نے کہا وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ۔ آپ نے فرمایا میں نے تیرا گناہ معاف کیا پھر خادم نے عرض کیا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے اللہ کی راہ میں آزاد کیا اور تیرا سارا خرچ اپنے ذمہ لیا۔ سبحان اللہ آپ کے غصہ میں بھی رحم و کرم جلوہ گر ہے۔

صبر و تحمل

آپ کو اپنی شہادت کی خبر شیر خوارگی کے ایام سے ہو گئی تھی۔ حتیٰ کہ جبرائیل علیہ السلام نے میدان کربلا کی خاک پاک کو بھی خدمت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کر دیا تھا۔ اس سے واقف ہو جانے کے بعد بھی آپ نے جس خندہ پیشانی سے اس ساعت کا انتظار فرمایا اور امتحان شہادت میں مردانہ وار صبر و تحمل کا اظہار فرمایا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آج تک دنیا ایسی مثال پیش نہ کر سکی۔ چنانچہ یہ عرض کروں تو بیجا نہ ہو گا ؎

یہ حد جور و جفا کی ہے کہ ان پہ بند ہے پانی
ہیں پیاسے ساقیٔ تسنیم کے میکش خدا والے
بدن ہے چُور زخموں سے مگر ہے سر بسجدہ میں
حسینؑ اللہ اکبر ہیں عجب صبر و رضا والے
حیاتِ نَو انہی کے خون سے اسلام نے پائی
ہیں اَب تک سرخرو یہ صبر و تسلیم و رضا والے

اخبار شہادت

راحت القلوب میں حضرت نظام الاولیاءؒ قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مع چند اصحاب کے تشریف فرما تھے کہ دیکھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یزید لعین کو اپنے کندھے پر سوار کئے لے جا رہے ہیں۔ حضور نے مسکرا کر فرمایا کہ دیکھو دوزخی ایک بہشتی کے کاندھے پر چڑھا ہوا جا رہا ہے۔ حیدر کرار نے سن کر حضور سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کو آپ دوزخی کیوں فرما رہے ہیں۔ فرمایا اے علی یزید بدبخت حسن وحسین اور ان کی اولاد کو قتل کرے گا حیدر کرار نے غصہ میں چاہا کہ اس کو ختم کر دیں۔ حضور نے روکا اور فرمایا۔ علی غصہ نہ کرو مشیتِ ایزدی یہی ہے۔ اس کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے۔

حضرت جنادہ بن حارث انصاری فرماتے تھے کہ میں نے سنا فرمایا حضور علیہ السلام نے کہ یہ میرا بیٹا یہ سیدہ زہرا کا پھول یزیدیوں کے ہاتھوں پامال ہو گا۔ میدانِ کربلا میں شہید ہو گا۔ تم میں سے جو وہاں موجود ہو اسے چاہیئے کہ وہ اس کی مدد کرے۔ چنانچہ جنادہ بن حارث اس حکم کی تعمیل میں امام حسینؑ کے ساتھ جا کر مع اپنے پسر کے شہید ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شریفہ سے
تین سو سال قبل ایک خوبصورت پتھر پایا گیا۔ جس پر یہ
شعر کندہ تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شہادت امام
حسینؓ کی خبر کئی سو سال قبل مل چکی تھی۔ ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا * شفاعۃ جدہ یوم الحساب

کیا حسینؓ کے قاتل یہ امید رکھتے ہیں کہ قیامت کے دن
ان کے نانا جان کی شفاعت پائیں۔ یہی شعر ارض روم
کے گرجا میں بھی لکھا پایا گیا۔ مگر لکھنے والے کا پتہ نہیں چلا۔

وجہ انکار بیعت

یزید پلید جس کا نام آج ۱۳۲۰ سال سے تحقیر کے ساتھ لیا جا رہا
ہے اور قیامت تک اسی طرح لیا جاتا رہے گا۔ جب
تخت پر بیٹھا تو اس نے دیگر سرداران قریش کی طرح حضرت
امام عالی مقام رضی اللہ عنہ سے بھی چاہا کہ وہ بھی اس کے
ہاتھ پر بیعت کرلیں۔ مگر آپ نے صاف انکار کردیا۔
کیونکہ آپ خوب جانتے تھے کہ یزید لعین فاسق و
فاجر ہے۔ بدکار و جواری ہے۔ زانی و شرابی ہے اور
بے شمار عیوب شرعی اس میں موجود ہیں۔ اس کا امیر المومنین
بننا تو کجا وہ مسلمانوں کی جماعت میں بیٹھنے کا بھی اہل نہیں۔
آپ باغ رسالت کے پھول تھے۔ خاندان نبوت
کے چشم و چراغ تھے یہ کیسے گوارا کرلیتے کہ وہ ہاتھ جو
خاتم الانبیاء کے ہاتھ میں رہا۔ وہ ہاتھ جس نے شیر خدا
کے ہاتھ سے مس کیا۔ وہ ہاتھ جس نے خاتون جنت
سیدہ زہرا نے اپنے کلیجہ سے لگایا۔ وہ ہاتھ جسے اہل
عرب مقدس و متبرک سمجھ کر چومتے تھے۔ وہ ہاتھ جو
غلاف کعبہ کو پکڑ کر پہروں نہ چھوڑتا تھا۔ ایک ایسے
بدکار بے دین کے ہاتھ میں دے دیا جاتا۔ آپ نے
علی الاعلان فرمایا کہ اے یزید میں تیری خلافت کو ہرگز
تسلیم نہیں کر سکتا۔ آپ کا یہ جواب سن کر یزید پلید کے
دل میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ آپ کے
خون کا پیاسا ہو کر انتقام پر آمادہ ہو گیا ؎

جہاں میں یوں تو دیکھے ہیں بہت مکر و دغا والے
یزید و شمر سے زائد نہیں دیکھے جفا والے

آپ کی شہادت

پھر یزید نے مکر و فریب کے جال پھیلائے۔ کوفہ۔ عراق اور
شام سے سینکڑوں خطوط اظہار عقیدت کے طور پر امام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھجوائے اور اپنی فریب کاری
میں کامیاب ہوا۔ حضرت امام حسین نے پہلے حضرت مسلم
بن عقیل رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا۔ اہل کوفہ نے ظاہراً
ان کا احترام کیا۔ جس پر مطمئن ہو کر انہوں نے حضرت
امام حسینؓ سے بھی تشریف لانے کی درخواست کی۔ ادھر
امام حسینؓ مع اپنے اعزا و اہل و عیال کے کوفہ روانہ
ہوئے اور ادھر یزید پلید کے اشارہ پر کوفیوں نے
حضرت مسلم بن عقیل کو مع ان کے دو صاحبزادوں کے
شہید کر دیا ؎

شہادت ارض کوفہ میں ہوئی جب روز مسلم کی
نویں ذی الحجہ کی تاریخ تھی سنہ ۶۰ ہجری تھی

اس کے بعد جب امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو پیش
آیا پھر وہی جو کچھ کہ پیشانی میں تھا ؎

یزیدیت تھی ادھر کارفرما اور ادھر صابر
مثال آئینہ حیرت میں تھے ارض و سما والے

آخر کار آپ کو مراتب اعلیٰ میسر ہوئے۔ جو اعلیٰ مراتب والوں کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ صبر و رضا کا وہ مقصد اولیں ملا جو بڑے سے بڑے اولوالعزم کو ہی مل سکتا ہے اور ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ جمعہ کے دن ٹھیک دوپہر چھپن سال پانچ ماہ پانچ دن کی عمر شریف میں شمر ملعون کی تلوار کے وار سے عین سجدہ کی حالت میں روح القدس سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰے کہتی ہوئی فردوس میں جاگزیں ہوئی ؎

حسین ابنِ علی ابن بتول و سبطِ پیغمبر
قتیل خنجر عشق و حبیب داورِ اکبر
شہید اللہ اکبر ہو گئے اسلام کی خاطر
وہ اسلام میں خود کھو گئے اسلام کی خاطر

منزلِ شہادت کو صبر و رضا اور شکر و تسلیم کے ساتھ طے کرنے والے حسین اور ان کے ساتھیوں پر قیامت تک رحمتوں کی بارش ہو۔ بیشک آپ نے دنیا میں خلافت اسلام کی لاج رکھ لی اور اپنے پدر بزرگوار و جدِ معظم کی تقلید میں اپنے نام کو قیامت تک کے لئے زندہ کر دیا۔ سلام ہوں اس روح مقدس پر جو کربلا کی سرزمین پر اب بھی پوری توتوں کے ساتھ جاوہ افروز ہے۔ سلام ہوں ان تمام اجسام مبارکہ پر جو بغیر سروں کے سر زمین شام میں موجود ہیں۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

مولانا نذیر احمد اظہر شیخ فاضل
ضلع منٹگمری

ارشاداتِ اولیاء اللہ

فرماتے ہیں دنیا کے لئے غصہ نہ کیا کرو۔ فرماتے ہیں محبت خلق کی تعلیم سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور فضل ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں خلق چار چیزوں کا نام ہے۔ سخاوت۔ الفت۔ نصیحت اور شفقت۔ فرماتے ہیں کہ لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو اپنے آپ سے جنگ کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو خلقت خدا کے لئے جنگ کرتے ہیں۔ تیسرے وہ جو اپنے خدا سے جنگ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں تین قسم کے لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ اوّل جو ظالم غافل ہو۔ دوم وہ شخص جو دینی امور میں رعایت کرتا ہو۔ تیسرا جاہل صوفی۔ فرمایا عقلمند تین شخص ہیں جو دنیا کو ترک کرے جو قبر میں جانے سے پہلے اس کی بنیاد رکھے۔ جو خدا کے پاس پہنچنے سے پہلے خدا کو راضی کرے۔ فرماتے ہیں دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور وہ ہے جو اپنے غصہ پر غالب آ جائے۔ توبہ کے تین معنی

ہیں۔ ندامت معصیت کو ترک کرنے کا پکا ارادہ ہو
اپنے کو مظالم اور خصومت سے پاک کرنا۔
فرماتے ہیں توبہ کے دس مقام ہیں۔ جاہلوں سے
دور رہنا۔ خراب لوگوں سے بچنا۔ تکبر سے الگ رہنا
اچھی باتوں میں مصروف رہنا۔ نیک کاموں میں جلدی کرنا
توبہ کو درست کرنا۔ توبہ پر قائم رہنا۔ حقوق العباد کا درست
کرنا۔ غنیمت کو طلب کرنا۔ قوت کا ضائع کر دینا۔

فرماتے ہیں کہ صادق وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر
فرشتہ مقرر کر دے۔ جب نماز کا وقت آئے تو اس کو
نماز میں مشغول کر دے۔ سوتا ہو تو بیدار کر دے یقول
حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ۔ فرماتے ہیں
کہ صادق لوگوں کی یہ علامت ہے کہ وہ سوال اور
جھگڑا نہیں کرتے۔ اگر ان سے کوئی جھگڑا کرے تو وہ
خاموش ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ خفیفی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ صادق کی علامت یہ ہے کہ دل اور زبان
متفق ہو۔ قول اور فعل یکساں ہوں۔ دنیاوی تعریف
کو ترک کرے۔ آخرت کو دنیا پر ترجیح دے۔ نفس کو
مغلوب رکھے۔

حضرت یوسف اسباط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
اس شخص میں بوئے صدق نہ ہوگی جو دوسرے کو ہدایت
کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو ہدایت نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالےٰ جب کسی سے مواخذہ کرتا ہے تو اس کی
علامت یہ ہے کہ اس کو نفس کے کام میں مشغول رکھتا ہے
اور اپنے کام سے اس کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں
کہ مرید میں تین باتیں ہونا ضروری ہیں۔ سونا غلبے کے وقت
کھانا فاقے کے وقت اور کلام ضرورت کے وقت۔
فرماتے ہیں کہ مرید کا مکر سے بے خوف ہونا اس لئے
گناہ کبیرہ ہے کہ واصل کا بے خوف ہونا کفر ہے۔ فرماتے
ہیں صفات محبت کی صفات محبوب ہو جائیں۔ فرماتے
ہیں پانچ چیزیں دل کی دوا ہیں۔ پہلا پیٹ کو خالی رکھنا
دوسرا اہل اصلاح کی ہم نشینی۔ تیسرا تہجد کی نماز۔ چوتھا
صبح کے وقت زاری۔ پانچواں تلاوت قرآن حکیم۔

فرماتے ہیں زاہد کی علامت یہ ہے کہ گم چیز کو تلاش
نہ کرے جب تک کہ اپنی موجودہ چیزوں کو گم نہ کر دے۔
فرماتے ہیں زاہد تین حروف سے مرکب ہے۔ ز۔ سے ترک
زینت۔ ہ سے ہوا و ہوس اور د سے مراد ترک دنیا۔
فرماتے ہیں جس میں کوئی نیک خصلت دیکھو اس سے
جدا نہ ہونا چاہیئے۔ فرماتے ہیں اگر مست کو سوتا دیکھو تو
ملامت نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس بلا میں مبتلا ہو جاؤ۔
فرماتے ہیں کہ جو شخص درویشوں کی خدمت کریگا
اس کو تین خصلتیں ملیں گی۔ حسن ادب۔ تواضع اور سخاوت۔
فرماتے ہیں خدا کے نزدیک تر وہ ہے جس کا خلق
زیادہ ہو۔ فرماتے ہیں جس کو ادب سے محروم کیا جاتا ہے
اس کو تمام نیکیوں سے محروم کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں
جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ رکھے جو کچھ پاس
ہو اس کو خرچ کرے۔

فرماتے ہیں اگر تین چیزیں مل جائیں تو ان سے فائدہ
اٹھانا چاہیئے۔ اوّل باوفا دوست۔ دوم باوفا امانت
سوم باحیا شفقت۔

مولانا
از شاہ انصار الہ آبادی
اورنگ آباد کراچی

لے چلے ہیں شام کو نیزے پہ رکھ کر آفتاب

کیا بگاڑے گا ہمارا روزِ محشر آفتاب
دل کے اک نقطے میں ہیں روشن بہتّر آفتاب

تشنگیٔ شاہِ والا کا خیال آتا ہے جب
ڈوب جاتا ہے کفِ افسوس مل کر آفتاب

صبر و استقلال پر شہ کی تعجب کچھ نہیں
مجھ کو حیرت ہے، کہ نکلا مکرّر آفتاب

دھوپ سے بھی تیز تھی عاشور کی شب چاندنی
کربلا میں ماہتاب آیا تھا بن کر آفتاب

اشک غمگیں، دامنِ رحمت کی زینت بن گئے
میرے تاروں نے کیا روشن چمک کر آفتاب

کچھ تو احمدؐ کے نواسے کا ضروری تھا لحاظ
اب یونہی جلتا رہے گا زندگی بھر آفتاب

شاہ کی آنکھوں کے تارے ہر طرف ہیں جلوہ گر
سامنے آئے ذرا آ[illegible]ا کر آفتاب

کربلا میں جتنی آنی تھی مصیبت، آ چکی
کیا کرے گا اب سوا نیزے پہ آ کر آفتاب

جنگ میں عون و محمد آئے یوں تیغیں لئے
جیسے چمکیں چلتے پھرتے دو برابر آفتاب

بزمِ ہستی میں چمک اٹھا جو ان کا ہو گیا
اہلبیتِ مصطفیٰ ہیں، ذرہ پرور آفتاب

وہ سراپا نور، اُن کی مدح ممکن ہی نہیں
خاک بھی ان کے قدم کی ہے زمیں پر آفتاب

آسمانِ مصطفیٰ کے چاند تاروں کو نہ پوچھ
حضرتِ حسنین کیا ان کا ہے گھر بھر آفتاب

آہ کس منزل میں تھا انسانیت کا کارواں
شام کی تاریک گلیاں اور کھلے سر آفتاب

سر قلم کرنے کے بعد انصار کیا اندھیر ہے
لے چلے ہیں شام کو نیزے پہ رکھ کر آفتاب

مولٰنا حامد حسن صاحب گراجی
ناظم آباد کراچی

تضمین آیاتِ قرآنی

(۱)

سرِ مسلم ہے خم حکمِ خدا پر — اسی کا اصل میں اسلام ہے نام
یہی دنیا، یہی عقبیٰ، یہی دین — یہی منزل، یہی مقصد، یہی کام
نمودہ پیرو طاغوت و طغیاں — کہ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام

(۲)

ذرا آنکھ کھولو، ذرا دل میں سوچو — اگر تم ہو دانا، اگر تم ہو بینا
اگر تم ہو مومن تو بن جاؤ مسلم — رضائے خدا میں ہو مرنا کہ جینا
خدا کو نہ زنہار مقبول ہوگا — وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا

(۳)

ضلالت بری ہے ہدایت کے بعد — یہی دیکھئے گا، کہیں دیکھئے
سزا سخت سے سخت ہے کفر کی — ہیں شاہد زمان و زمیں۔ دیکھئے
کلامِ خدا اِنْ یَّعُوْدُوْا فَقَدْ — مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِیْن دیکھئے

قبلہ عبدالرشید خاں صاحب ارشد
(ریٹائرڈ مجسٹریٹ)

الحاج حافظ سیّد پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ

حسب ذیل اشعار مدینہ منورہ میں لکھے گئے جبکہ قبلہ پیر صاحبؒ کا دیدار ارشد صاحب کو روضۂ مبارک کے سامنے ہوا تھا۔ واحد رشیدی

قرّۃ عینی بکَ یا شافعِ روزِ حساب
آپ پر آل و صحابہ پر درودوں کا ثواب

پھر بہار آنے کو ہے مغرب سے اُٹھتا ہے سحاب
دوش پر ہیں رحمتوں کے مشکہائے بیحساب

قطرہ قطرہ سے گلستانِ جہاں سیراب ہے
بحر ہیں جلوہ فگن ہے موتیوں کی آب و تاب

غنچہ ہائے ناشگفتہ کا تبسم برق سوز
بوئے گُل سے ہیں نمایاں جان و دل میں انقلاب

طوطیٔ باغِ ازل کی زیر و بم کی دل کشی
روبرو جس کے خجل ہے نغمۂ چنگ و رباب

چشمِ ساقی ہے کہ ہے خمخانۂ ہر دو سرا
جسکی جنبش سے چھلک جاتی ہے ساغر میں شراب

فیض اب پیرِ مغاں کا ہو گیا ہے جلوہ گر
اے خوشا قسمت سرِ شاہد سے اُٹھتا ہے نقاب

نامِ ساقی کے اثر سے ہے زباں مخمور و مست
حرف حرف اس کا ہے گویا قطرۂ مشروبِ ناب

حضرتِ پیر جماعتؒ۔ قبلۂ عالم ہیں وہ
نقشبندی پیر کامل۔ عارف و عزت مآب

ہے مجلی القلوبِ عاصیاں جن کی نظر
ان سے ہند و پاک اور ملکِ عرب ہیں فیضیاب

یا الٰہ العالمیں یہ ہے دعا دارین میں
صدقۂ پاکاں کہ مجھ سے نہ ہو کچھ بھی احتساب

ارشدِ خستہ کو پیشِ روضۂ خیر الوریٰ
قبلۂ عالمؒ سے درپردہ ہوا تھا انتساب

(جناب ارشد)

ترجمہ از کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ
قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

فضائل اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقیر و تعظیم اور آپ کے حق میں نیکی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی آل اور ذریت اور امہات المومنین یعنی آپ کے ازواج مطہرات کی تعظیم کا پاس کیا جائے اور ان کے حق میں نیکی کی جائے جیسے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ترغیب دی اور تمام بزرگوں اور نیکوں کا یہ دستور رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ سوا اس کے نہیں اللہ ارادہ کرتا ہے کہ تم سے لے جائے پلیدی کو اے اہل بیت اور تم کو پاک کرے پاک کرنا۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ایمانداروں کی مائیں ہیں۔ زید ابن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میری اہل بیت کی حرمت اور عزت کا پاس کرنا۔ یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ ہم نے زید بن ارقم کو کہا کون ہے اہلبیت اس نے کہا آل علی۔ آل جعفر۔ آل عقیل۔ آل عباس اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں تم میں چھوڑ جاؤں گا وہ چیز کہ جب تک تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے۔ وہ اللہ کی کتاب اور میری عترت اور اہل بیت ہے۔ پس تم دیکھو کہ میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرو گے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل محمد کی پہچان نار سے برات ہے۔ اور آل محمد کی محبت پل صراط پر جواز ہے۔ اور آل محمد کی ولایت عذاب سے امارا ہے۔

بعض علماء نے کہا کہ آل محمد کی پہچان کا مطلب اس کے مرتبے اور درجے کو پہچاننا ہے جو ان کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت کے سبب سے ہے۔ اور جب کوئی ان کو اس طرح پہچانے گا تو وہ اس کے سبب ان کے حق اور ان کی حرمت کو بھی ضرور جانے گا۔

عمر بن ابی سلمہ سے روایت ہے جب آیۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت نازل ہوئی اور ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی تو آپ نے فاطمہؓ حسنؓ اور حسینؓ کو بلایا اور کمبل کی بکل میں جو آپ نے اوڑھا ہوا تھا لے لیا اور حضرت علی آپ کی پیٹھ کے پیچھے تھے پھر آپ نے فرمایا اے اللہ یہ ہیں میری اہل بیت۔ پس تو لے جا ان سے پلیدی کو اور پاک کر ان کو پاک کرنا۔

سعید بن ابی وقاص سے روایت ہے جب مباہلہ کی آیت نازل ہوئی تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علی کو

اور حسن کو اور حسین کو اور فاطمہ کو بلایا اور فرمایا اللّٰھم ھٰؤلاء اھلی - اے اللہ یہ ہے میری اہل - اور فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے علیؓ کے حق میں من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ جس کا میں مولا ہوں پس علی بھی اس کا مولیٰ ہے - اے اللہ جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ - اور آپ نے ان کے حق میں فرمایا تم سے وہی محبت رکھے گا جو مومن ہے - اور تم سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہے - اور فرمایا عباس کو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے - نہیں داخل ہوگا کسی مرد کے دل میں ایمان یہاں تک کہ وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے محبت کرے - پس تحقیق جس نے میرے چچا کو رنج پہنچایا اس نے مجھ کو رنج پہنچایا - اور بیشک مرد کا چچا اس کے باپ کی مانند یا اس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے - اور فرمایا عباس کو اے چچا میرے پاس صبح کو اپنے بیٹے کے ساتھ آنا پس آپ نے ان کو اپنے ساتھ کمبل کی بکل میں جمع کیا اور فرمایا یہ میرا چچا ہے اور میرے باپ کی شاخ ہے اور یہ لوگ میری اہل بیت ہیں - اے اللہ تو ان کو آگ سے چھپالے جس طرح کہ میں نے ان کو کمبل میں چھپا لیا ہے - جب آپ نے یہ دعا مانگی تو گھر کی دیواروں اور دروازے کی چوکھٹوں نے آمین کہا - آپ بعد سامنہ ابن زید کو پکڑتے اور فرماتے اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر - اور یہ بھی فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ..... اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسن سے محبت کرتا ہے - اور فرمایا جو شخص مجھ سے اور ان دونوں سے محبت رکھے اور اشارہ کیا آپ نے حسن اور حسین اور ان کے باپ اور ان کی ماں کی طرف - وہ شخص میرے ساتھ ہوگا قیامت کے دن میرے درجہ میں اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے قریش کی اہانت کی اللہ تعالیٰ اس کی اہانت کرے گا - اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم قریش کو آگے کرو اور ان سے آگے مت ہوؤ - اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُم سلمہ کو تو عائشہ کے بارے میں مجھے مت ستا۔

عقبہ بن حرث سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہ انہوں نے حسن کو گردن پر اٹھایا ہوا ہے اور کہہ رہے ہیں مجھ کو اپنے باپ کی قسم ہے یہ صاحبزادہ نبی کے مشابہ ہے علی کے نہیں - اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنس رہے ہیں -

عبید اللہ ابن حسن ابن حسن سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ کسی حاجت کے لئے عمر بن عبدالعزیز کے پاس آیا - انہوں نے کہا جب تمہیں کوئی حاجت ہو تو میری طرف پیغام بھیج دیا کرو - اس لئے کہ مجھ کو اللہ سے شرم آتی ہے کہ تم کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھوں -

شعبی سے روایت ہے کہ زید ابن ثابت نے اپنی ماں کی نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے سوار ہونے کے لئے اس کے خچر کو اس کے قریب لایا گیا - پس آئے ابن عباس اور انہوں نے اس کی رکاب کو پکڑا - زید نے کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی چھوڑ دیجئے ابن عباس نے کہا ہم علماء کے ساتھ اسی طرح برتاؤ کرتے

ہیں۔ زید نے ابن عباس کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا ہم حکم دیئے گئے ہیں کہ اہل بیت کے ساتھ اس طرح برتاؤ کریں۔ ابن عمر نے محمد ابن اسامتہ ابن زید کو دیکھا اور کہا کاش یہ میرا غلام ہوتا۔ ان کو کہا گیا کہ یہ تو محمد ابن اسامتہ ہیں۔ ابن عمر نے ندامت سے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے ہاتھ سے زمین کو کرید نے لگے اور کہا اگر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو ضرور اس سے محبت کرتے اوزاعی نے کہا عمر ابن عبدالعزیز کے پاس اسامتہ ابن زید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی کی ماں گئیں۔ اس کے ساتھ اس کا غلام تھا جس نے اسکا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ عمر ابن عبدالعزیز اسامتہ کی بیٹی کو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی طرف چل کر گئے۔ یہاں تک کہ عمر ابن عبدالعزیز نے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کے درمیان لیا اور اپنے ہاتھوں کو اپنے کپڑوں میں لپیٹا اور اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ بٹھایا اس کو اپنے بیٹھنے کی جگہ پر اور بیٹھے خود اس کے سامنے اور جو بھی اس کی حاجت تھی وہ پوری کر دی۔ اور جب عمر ابن الخطاب نے اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے تین ہزار مقرر کیا اور اسامتہ بن زید کے لئے تین ہزار پانچ سو مقرر کیا تو عبداللہ نے اپنے باپ کو کہا آپ نے اسامتہ کو مجھ پر کیوں فضیلت دی ہے خدا کی قسم وہ کسی مشہد میں مجھ سے آگے نہیں ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا اس لئے کہ اس کا باپ زید تیرے باپ سے اور اسامتہ تجھ سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیادہ محبوب تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کو اپنی دوستی پر پسند کیا ہے۔ حضرت معاویہ نے سنا کہ کابس ابن ربیعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشابہ ہے جب وہ معاویہ کے پاس دروازے سے اندر داخل ہوا تو معاویہ اٹھ کر تعظیماً کھڑا ہو گیا اور بڑے تپاک سے اُس کو ملا اور اُس کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا اور مرغاب کا علاقہ بطور جاگیر کے اس کو دیدیا محض اس لئے کہ اس کی صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کچھ ملتی جلتی ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ جب امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کو جعفر بن سلیمان نے مارا اور اس سے جراحت پائی تھی وہ پائی اور وہاں سے بیہوشی کی حالت میں ان کو اٹھا کر گھر لایا گیا۔ اور جب لوگ آپ کو پوچھنے کے لئے آئے اور آپ کو ہوش آیا تو آپ نے فرمایا تم گواہ رہو کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے اس کے بعد آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ نے فرمایا میں نے خوف کیا کہ میں مرجاؤں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں گا۔ پس مجھ کو حیا آئے گی کہ میرے سبب سے ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آل سے نار میں جائے گا۔

کہا گیا ہے کہ منصور نے جعفر سے قصاص کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ قسم ہے خدا کی نہیں اُٹھتا تھا میرے جسم سے بیت مگر میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا صدقہ معاف کر دیتا تھا۔

ابوبکر ابن عیاس نے کہا اگر میرے پاس ابوبکر، عمر

اور علیؓ کی حاجت کو لے کر آئیں تو میں ان دونوں سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قرابت کی وجہ سے علیؓ کی حاجت کو پورا کروں۔ اور اگر میں آسمان سے زمین پر گرا دیا جاؤں تو پھر بھی میں یہی پسند کروں گا کہ علی کو ابوبکر اور عمرؓ پر مقدم کر دوں۔

ابن عباس کو کہا گیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فلاں بیوی فوت ہو گئی ہے تو ابن عباس نے ایک سجدہ کیا۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے اس وقت سجدہ کیا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمایا کہ جب تم کوئی آیت دیکھو تو سجدہ کرو۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ازواج کے دنیا سے رخصت ہو جانے سے بڑی کونسی آیت ہے۔

حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا دستور تھا کہ یہ دونوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ام ایمن کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ جب حلیمہ سعدیہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئیں تو حضور نے اس کے لئے اپنی چادر کو بچھا دیا اور اس کی حاجت کو پورا کیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا سے تشریف لے گئے تو پھر وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے پاس تشریف لائیں تو ان دونوں نے بھی اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جیسا حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

ناصر الاسلام حضرت مولانا سید محمد عبدالسلام قادری باندوی سجادہ نشین

نبی نجم اور مہ جبیں ہیں محمدؐ

نبوت میں ابھی اولیں ہیں محمد
رسالت میں گر آخریں ہیں محمدؐ
نہ تعظیمی سجدہ کریں کیوں فرشتے
جب آدم کا نورِ جبیں ہیں محمدؐ
حیات النبی کے نہ کیوں ہم ہوں قائل
کہ جانِ زمان و زمیں ہیں محمدؐ
مثالِ مہ و نجم اس انجمن میں
نبی نجم اور مہ جبیں ہیں محمدؐ
جو یکتا خدا کے یہ محبوب ٹھہرے
تو بے مثل بھی بالیقیں ہیں محمدؐ
مدینے میں خلوت دو عالم ہیں جلوت
کہاں پر بتاؤں نہیں ہیں محمدؐ
رقرآں ہے اہل بصیرت پہ روشن
کہ جاں سے بھی زیادہ قریں ہیں محمدؐ
بتایا یہ معراج کے واقعے نے
رسولوں میں افضل تریں ہیں محمدؐ
موحد نہیں رب کو مومن ہے پیارا
ہمیشہ سوئے مومنیں ہیں محمدؐ
خدا سے جدا کر کے منکر یہ بولے
جدا ہے خدا اور چنیں ہیں محمدؐ
سلامِ حزیں گر خدا یہ نہیں ہیں
جدا بھی خدا سے نہیں ہیں محمدؐ

صوفی عبدالوہاب زاہد چشتی

مرے ہادی ہیں میرے پیشوا ہیں مصطفیٰ والے

تصور کی حدوں سے ماورا ہیں مصطفیٰ والے
چراغِ بزمِ عقبیٰ کی ضیا ہیں مصطفیٰ والے
تجلّیٔ خدا کا آئینہ ہیں مصطفیٰ والے
عبادت پر دل و جاں سے فدا ہیں مصطفیٰ والے
خدا شاہد جہاں کے ناخدا ہیں مصطفیٰ والے
خدا ہی جانتا ہے بس کہ کیا ہیں مصطفیٰ والے
خدا نے زندۂ جاوید قرآں میں کہا اُن کو
شرف تو دیکھئے سرکار کے ادنیٰ غلاموں کا
نثارِ خلد ہیں یہ کوثر و تسنیم کے میکش
جلالت میں شجاعت میں ولایت میں امامت میں
طلب صادق اگر ہو منزلیں بھی سجدہ کرتی ہیں

حقیقت میں فنا فی المصطفیٰ ہیں مصطفیٰ والے
سراسر چشمۂ صدق و صفا ہیں مصطفیٰ والے
جہانِ معرفت کے رہنما ہیں مصطفیٰ والے
جہاں بھی ہیں حبیبِ مصطفیٰ ہیں مصطفیٰ والے
شعور و عقل کی حد سے سوا ہیں مصطفیٰ والے
بقائے دہر کے رمز آشنا ہیں مصطفیٰ والے
فنا فی اللہ ہیں جانِ بقا ہیں مصطفیٰ والے
فروغِ عظمتِ ارض و سما ہیں مصطفیٰ والے
سرِ گلشن بہارِ جانفزا ہیں مصطفیٰ والے
کوئی منزل بھی ہو اک انتہا ہیں مصطفیٰ والے
سرِ رہ مشعلِ راہِ ھدیٰ ہیں مصطفیٰ والے

مجھے کیا ڈر زاہد اب حسابِ روزِ محشر کا
مرے ہادی ہیں میرے پیشوا ہیں مصطفیٰ والے

الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی
(مترجم غلام رسول گوہر)

اہل بیت پر زکواۃ حرام ہے

اہل بیت پر زکواۃ حرام ہے۔ امام نووی نے شرح مسلم میں کہا زکوٰۃ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر حرام ہے اور وہ بنی ہاشم اور بنی مطالب ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان کے متقلدین کا یہی مذہب ہے اور بعض مالکی بھی اسی کے قائل ہیں۔ قاضی عیاض اور بعض عالموں کا قول ہے کہ تمام قریش اہل بیت ہیں۔ اصبغ مالکی نے کہا کہ اہل بیت بنی قصی ہیں۔ شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنے قول پر یہ دلیل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان بنی هاشم وبنی المطلب شئ واحد وقسم سهم ذوی القربیٰ۔ تحقیق بنی ہاشم اور بنی المطلب ایک ہی چیز ہیں اور آپ نے قرابت داروں کا حصہ ان دونوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔

نفلی صدقہ میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے تین قول ہیں۔ ان میں سے بہت صحیح قول یہ ہے کہ نفلی صدقہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حرام ہے اور آپ کی آل پر حلال ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ پر اور آپ کی آل پر بھی حرام ہے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ آپ کے لئے اور آپ کی آل کے لئے بھی حلال ہے۔

لیکن بنی ہاشم اور بنی المطلب کے موالی (آزاد شدہ غلاموں) کے لئے کیا زکوٰۃ حلال ہے یا حرام۔ اس میں دو وجہیں ہیں۔ بہت صحیح وجہ یہی ہے کہ ان پر بھی زکواۃ حرام ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کے لئے حلال ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور تمام اہل کوفہ حرمت کے قائل ہیں۔ اور بعض مالکیوں نے اباحت کا فتویٰ دیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ابن بطال مالکی نے دعوے کیا ہے کہ یہ اختلاف صرف بنی ہاشم کے موالی کے لئے ہے۔ ان کے غیر کے موالی کے لئے زکواۃ بالاجماع مباح ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے جیسا اس نے کہا ہمارے اصحاب کا صحیح تر قول یہی ہے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کے موالی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ان دونوں کے لئے زکوٰۃ حرام ہے۔ عبارۃ الصبان فی الاسعاف میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف بنی ہاشم پر ہی اس کی حرمت کا تقرر کیا ہے۔ اور امام شافعی اور احمد نے رحمہا اللہ تعالیٰ علیہما نے کہا ہے کہ دونوں پر زکواۃ حرام ہے۔

اکثر حنفیہ اور شافعیہ اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ ان کے لئے نفلی صدقہ لینا جائز ہے۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ امام مالک سے ایک روایت ہے کہ ان کے لئے صدقہ واجب لینا حلال ہے۔ صدقہ نفل لینا حلال نہیں۔ اس لئے کہ اس میں اس کی نسبت ذلت زیادہ ہے۔

کشف الغمہ میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے سوا اس کے نہیں وہ لوگوں کی میل ہے اور تحقیق وہ محمد اور آل محمد کے لئے حلال نہیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن حسن ابن علی نے صدقہ کی کھجوروں سے ایک کھجور پکڑی اور منہ میں ڈال لی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کخ کخ ادم بہا اما علمت انا لا ناکل الصدقۃ اس کو پھینک دے کیا تو نہیں جانتا کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کو کہا کرتے تھے تمہارے لئے خمس کے خمس میں وہ چیز ہے جو تمہارے لئے کافی ہے یا جو تم کو غنی کر دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذوی القربیٰ کے حصہ کو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب پر تقسیم کر دیتے تھے بنی نوفل اور بنی عبد شمس پر تقسیم نہیں کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ بنی ہاشم اور بنی المطلب ایک شے ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ ابو رافع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ غلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ فلاں شخص جو آپ کی طرف سے صدقہ پر عامل ہے اس نے مجھ کو بلایا ہے کہ میں اس کے ساتھ کام کروں اور وہ مجھ کو اس سے کچھ دے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ایسا نہ کرنا۔ صدقہ ہمارے لئے حلال نہیں ہے۔ اور بحقیق غلام کا مولیٰ یعنی اس کا آزاد کردہ غلام قوم ہی سے شمار ہوتا ہے مناوی نے کہا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول انما ھی اوساخ الناس سوا اس کے نہیں وہ لوگوں کی میل ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ صدقہ لوگوں کی گندگی اور غلاظت ہے۔ اس لئے کہ صدقہ ان کی میل کو صاف کرتا ہے اور ان کے مالوں اور نفسوں کا تزکیہ کرتا ہے خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بہا۔ اے میرے پیغمبر آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیں۔ اور ان کو پاک وصاف کریں مثل میل کے دھوون کے۔ پس وہ ان پر حرام ہے عمل کے ساتھ بھی اور بغیر عمل کے بھی یہاں تک کہ ان کے بعض سے بھی بعض کے لئے حرام ہے۔ جس کسی نے اس کو مستثنیٰ کیا وہ بہت دور جا پڑا۔

نقل ہے کہ حضرت عمر سے آل میں سے کسی نے صدقہ کے اونٹ کا سوال کیا حضرت عمر نے کہا ایک بدوی گرمیوں کے موسم میں ایک جگہ کھڑے ہو کر نہایا ہو اور اس کے نہانے سے جو پانی نیچے گرے کیا تم اس کو پی لوگے۔ اس شخص کو آپ کی یہ بات نہایت شاق گذری اور وہ ناراض ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا

صدقہ کا مال لوگوں کی میل ہی تو ہے۔ جس کا تم سوال کرتے ہو۔ بحر المورود میں شیخ عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے کہ فضل ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ اس کو صدقات کے جمع کرنے پر عامل بنا دیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں تم کو لوگوں کے گناہوں کے دھوون پر عامل بناؤں۔ بعض آئمہ نے کہا ہے کہ وسخ پاخانہ اور اس سے کم درجہ کی نجاست اور غلاظت کو شامل ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حتی المقدور غلیظ اور گندی چیزوں کو کنایت سے بیان فرماتے تھے۔ پھر جاننا چاہیئے کہ وسخ یعنی گندگی صدقہ دینے والے کے کسب کے اعتبار سے بڑھتی بھی ہے اور گھٹتی بھی ہے۔ اگر صدقہ دینے والا معاملات میں دھوکہ اور فریب کرتا ہے اور چنگی وصول کرتا ہے۔ تاجروں سے رشوت لیتا ہے تو اس کے صدقے کا حکم جانوروں کی بیٹ یا پیپ کا ہے۔ اور اگر وہ معاملہ میں تو کھرا ہے لیکن وہ بیع ایسے شخص سے کرتا ہے جو اپنا معاملہ اور کاروبار ظالم حاکموں اور ججوں اور مجسٹریٹوں سے کرتا ہے تو اس کا صدقہ بول اور خون کی مانند ہے۔ اور اسی طرح قیاس کرتے چلے جائیے۔ صدقہ غلاظت میں تھوک یا کھنگار سے تو کسی صورت میں کم نہیں ہوتا۔ بعض سادات کرام جو لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں اور صدقہ خیرات کی حرص رکھتے ہیں انکو اس تقریر سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو جو اپنے حبیب کی قرابت دی ہے اسکے لائق تو یہ بھی نہیں کہ وہ لوگوں سے زکوٰۃ جمع کریں۔

بیان متعلق جماعت منزل مدینہ منورہ

رپورٹ تعمیر جماعت منزل میں جو ماہ مارچ کے انوار الصوفیہ میں شائع ہوا ہے صفحہ ۴۷ حساب آمدنیات کے پہلے کالم میں آخری سطر "دسواں تا" کی بجائے دسواں! تا ۱۵ شعبان ۸۲ھ داخل کرلیں اور صفحہ ۴۸ حساب اخراجات کے آخری کالم کے آخر میں یہ جملہ بھی داخل کرلیں کہ "ہندوستان میں وصول شدہ رقم میں ابھی تین ہزار چھ سو ستر (۳۶۷۰) روپیہ مدینہ منورہ پہنچنا باقی ہے اس جملہ مبلغ کی رسیدیں معطی حضرات کو پہنچ چکی ہیں۔ ہندوستان میں خازن چندہ الحاج سید عبدالحفیظ صاحب بنگلوری کے پاس یہ رقم محفوظ ہے۔"

ماہ مارچ میں سوا ایک حجرہ کے باقی تمام حجرے مہاجرین و زائرین سے بھرے رہے ہیں۔ رباط کے شمالی بالاخانہ کے دو جانب برآمدے والے چھ بہترین کمرے جو حجاج کے لئے مخصوص رکھے ہیں ان میں ایک کمرہ خالی رہا ہے اور کسی حاجی صاحب کی درخواست کا طالب ہے۔ وسط مارچ سے تا حال ضلع کوہاٹ کربوغہ شریف کے سجادہ نشین حضرت المحترم پیر حافظ شمس الدین صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ معہ اپنی مخصی ہمشیرہ اور بعض مریدوں کے ہمارا منزل میں قیام فرما ہیں۔ اعلیٰحضرت امیر ملت نور اللہ مرقدہٗ کی دنیاوی حیات میں علی پور شریف میں مشہور درگاہوں کے پیران طریقت آنجناب اقدس کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ وصل بحق ہونے کے بعد اب آپ کی جماعت منزل مدینہ منورہ میں بھی آپکے معزز مہمان ہو رہے ہیں۔ مرحبا صلے علے سیدنا محمدؐ و آل سیدنا محمدؐ فداہم روحی ابی و امی۔

بعتی مصطفیٰ علی خان نقشبندی جماعتی میسوری
ثم المدنی عفی اللہ عنہ

اگر صدقہ فقراء و مساکین پر تقسیم کرنے کی نیت سے ہی ہو تو باقی (سندہ)

مرسلہ مولوی محمد فاروق صاحب معرفت
مفتی اعظم محمد عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مسجد گجرات

سوال و جواب

حلال جانوروں سے کیا کیا چیزیں کھانا منع ہیں؟

الجواب:-

حلال جانوروں سے سات چیزیں کھانا منع ہیں

(۱) بہنے والا خون (۲) نالنرو (۳) کپورے (۴) شرم گاہ (۵) غدود (۶) مثانہ (۷) پتہ

چنانچہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص۹ میں ہے۔ بیان مایحرم اکلہ من اجزاء الحیوان سبعۃ الدم المسفوح والذکر والانثیان والقبل والغدۃ والمثانہ والمرارۃ - اسی طرح درالمختار کتاب الذبائح اور رسائل شتی میں ہے کہ بکری وغیرہ حلال جانوروں سے سات چیزیں کھانا مکروہ تحریمہ ہے - اور قول ضعیف میں مکروہ تنزیہہ مگر پہلا قول رجیہہ ہے جوہرونہ شرح قدوری ص۲۵ اور عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ جلد ۴ ص۱۵۶ غایۃ الاوطار جلد ۴ ص۲۴۶ میں ہے کہ ذبیحہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سات چیزوں کو مکروہ فرماتے ہیں

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خون سائل تو صریح حرام ہے اور باقی چھ چیزیں مکروہ تحریمہ ہیں۔ کیونکہ طبائع سلیمہ ان کو مکروہ اور خبیث جانتی ہیں۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"طیبات حلال اور خبیث (گندی چیزیں) حرام ہیں" (پارہ ۹ رکوع ۹) آثار امام محمد رحمۃ اللہ علیہ مصنف ۹۹۹ کتب اور صحاح ستہ احناف خصوصاً (متوفی ۱۸۹ھ ہجری المقدس) میں ہے کہ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من الشاۃ الخ ص۲۸۶ اردو ترجمہ مطبوعہ لاہور وغیرہ۔

چھ چیزیں تو لوگ نہیں کھاتے مگر کپورے عام طور پر قصاب فروخت کرتے ہیں اور بعض لوگ ان کو بلا خوف اور روک ٹوک کھا جاتے ہیں۔ ھذا ما عندنا - واللہ اعلم بالصواب

ٹ:- مکروہ جانا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری (وغیرہ) سے سات چیزوں کو الخ

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کے ۶۰ ویں سالانہ اجلاس اور عرس شریف

آستانہ عالیہ علی پور شریف کی روئیداد

اس مبارک اور مقدس انجمن کا ۶۰ واں سالانہ اجلاس اور بارہویں عرس شریف کی مقدس محفل کا سالانہ اجلاس بتاریخ ۲۸-۲۹ بیساکھ ۲۰۲۰ بکرم مطابق ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۶۳ء بروز جمعہ ہفتہ زیر صدارت عالی جناب فضیلت مآب امام الاولیا والاصفیا - استاذ العلماء والفضلا صدر الافاضل حضرت مولانا الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب خلف اصغر اعلیٰ حضرت امیر ملت والدین حضرت سیدنا و مرشدنا مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور سیداں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ منعقد ہوا جس میں شہر سیالکوٹ اور مضافات کے علاوہ تمام اضلاع مغربی پاکستان بالخصوص پشاور - ہزارہ کوہاٹ - میانوالی - کیمبل پور - راولپنڈی - جہلم - سرگودھا جھنگ - لاہور - شیخوپورہ - گوجرانوالہ - منٹگمری - ملتان - حیدر آباد سندھ - کراچی - کوئٹہ اور دیگر اضلاع پاکستان سے سعیدان ازلی نے شرکت کر کے سعادت دارین حاصل کی - سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ اگرچہ بظاہر شائقین کی آنکھوں سے اوجھل تھے مگر اہل بصیرت پرروشن تھے کہ ان کی نورانیت اور روحانیت سے تمام جلسہ منور اور روشن ہو رہا تھا - اور صاحبزادگان عالی مقام دربار چورہ شریف کی شمولیت اور موجودگی نے اجلاس کو نہایت بارونق اور پُر اثر بنا یا ہوا تھا خاصکر حضرت مولانا صاحبزادہ پیر غلام نقشبندی چورا ہی سجادہ نشین چورہ شریف کے فرزند اکبر اور صاحبزادہ حاجی محمد صدیق صاحب خاص طور پہ قابل ذکر ہیں جن کی موجودگی نے جلسہ گاہ کو پُر انوار بنا دیا تھا - الغرض ان پاک اور متبرک مشائخ عظام متوالگان عشق الٰہی کی مجلس ایسی سادگی سے منعقد ہوئی - جس پر تمام زینت و آرائش قربان تھی - امیر و فقیر - شاہ و گدا میں کوئی امتیاز اور فرق نہ تھا - سب کے سب ایک ہی فرش پر بیٹھے تھے - اور تمام کے قلوب مسرت سے لبریز تھے - ؎

نبازم بہ بزم محبت کہ آنجا
گدائے بہ شاہے مقابل نشیند

بالکل صحیح وہاں نظر آ رہا تھا -

جلسہ گاہ سابق دستور کے مطابق نئی حویلی میں جلسہ کا انتظام تھا - رہتک کے یاران مہاجرین اور جھنگ و میانوالی کے یاران طریقت کی مساعی جمیلہ سے تیار ہوا - جنوبی دیوار کے محاذ میں سجادہ نشینان

ذی احترام کے لئے ایک چبوترہ تیار کیا گیا تھا۔ جس پر قالین کا فرش تھا۔ اور باقی جلسہ گاہ میں دریوں کا فرش کیا گیا۔ اور دھوپ کی گرمی سے حفاظت کے لئے عام جلسہ گاہ پر شامیانے لگائے گئے تھے۔ اور رات کے اجلاس میں روشنی کے لئے یارانِ طریقت لائل پور کی مساعی جمیلہ سے بجلی پیدا کرنے والی مشین لگانے سے جلسہ گاہ میں بجلی کی ٹیوبیں لگائی گئیں۔ جن سے جلسہ گاہ بقعۂ نور بن گیا اور آواز کو دور تک پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر نصب کیا گیا تھا۔ شائقین سعید روحوں کی تعداد غالباً پندرہ ہزار سے زیادہ تھی اور حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر علماء کے مواعظ کو سن رہے تھے۔

مصارف خورد و نوش

جملہ اخراجات خورد و نوش اور ضروریات شب باشی اور آرام گاہ و دیگر اخراجات کلیتہً حسب دستور سابق اعلیٰ حضرت امیر الملت کے صاحبزادگان عالی مقام ادام اللہ اقبالہم نے اپنے ذمے لئے اور ہزارہا مہمانوں کی پُر تکلف خوراک سے تواضع کی۔ جو فیاضی و وسعت دستر خوان اعلیٰ حضرت امیر ملت کے صاحبزادگان عالی مقام میں دیکھی جاتی ہے اس کی نظیر و مثال اہل دولت میں بھی ملنی مشکل ہے بلکہ محال سی ہے۔ اور باوجود اس کثرت اژدہام سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامل پیروی کی جاتی ہے۔ شائقین کو کھانے کھلانے کے فرائض شہری یارانِ طریقت کے ذمہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ یاران قصور۔ جھنگ۔ سیالکوٹ لاہور اور گجرات نے یہ فرائض نہایت ہی احسن طریق سے بدل و جان ادا کئے۔

دوکانات

شائقین کی آسائش اور سہولت کے لئے مختلف شہروں سے مٹھائی۔ فالودہ شربت۔ سبزی۔ پھل وغیرہ کی عمدہ سجی ہوئی دوکانیں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ چائے کے ہوٹل اور کتابوں کی دکانیں بھی تھیں۔ اپنے سلسلہ کی کتب ماہنامہ انوار الصوفیہ کے زیر اہتمام اختر منزل میں دفتر انوار الصوفیہ سے دستیاب ہوتی تھیں۔

روز اوّل بتاریخ ۱۰ مئی ۱۹۶۳ء اجلاس اوّل

زیر صدارت عالی جناب معلّی القاب حضرت مولانا الحاج پیر حاجی محمد صدیق صاحب چوراہی و مولانا صاحبزادہ پیر غلام النقشبند صاحب چوراہی مدظلہم العالی

سب سے اوّل حافظ محمد رمضان صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں اور ان کے تلامذہ نے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اس کے بعد چند ایک نعت خوانوں نے نعت خوانی کی اور پھر میرے محترم و مخدوم زادے، شریعت و طریقت کے درخشاں ستارے۔ علم و فضل کے بحر بیکنار حضرت مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر میں سٹیج پر جلوہ افروز ہوئے۔ خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد آپ نے معجزاتِ رسول پر فاضلانہ تقریر فرمائی معجزہ کی علمی تحقیق اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات اور سابقہ انبیاء کے معجزات کے درمیان موازنہ اور ضرورت معجزہ پر دلائل و براہین کی روشنی میں سیر حاصل تبصرہ کیا

دو گھنٹے وعظ فرمایا۔ سبحان اللہ وعظ کیا تھا علم کا ایک سمندر تھا ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور تکلم کا لب ولہجہ بالعموم اپنے والد ماجد حضرت سراج الملت قدس سرہ کے لب ولہجہ سے بہت مشابہ تھا۔ اس لئے آپ کی تقریر گویا حضرت سراج الملت کی تقریر ہی معلوم ہوتی تھی۔

آپ کے بعد حافظ عبد اللطیف صاحب سیالکوٹی نے اپنے مخصوص لہجہ میں وجد آفرین نعت خوانی کی جس سے خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا عہد یاد آگیا۔ کیونکہ جناب حافظ صاحب جناب ماسٹر صاحب کے رفیق اور ان کے خصوصی نعت خواں ہیں جو عموماً آپ ہی کی نظمیں سٹیج پر پڑھا کرتے تھے۔ جناب حافظ صاحب کے بعد حضرت مولانا محمد عالم صاحب جو حضرت امیر ملت کے خلفاء سے ہیں اتباع شریعت کے موضوع پر نہایت مدلل وعظ فرمایا۔ بعد ازاں مولانا مولوی محمد شفیع صاحب خطیب جامع ڈسکہ نے محبت شیخ پر روشنی ڈالی جس سے حاضرین نہایت متاثر ہوئے بعد ازاں راقم الحروف ایڈیٹر انوار الصوفیہ نے ضرورت شیخ پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی جس کو حاضرین نے خوب توجہ سے سنا اور پسند کیا۔ ازاں بعد۔ جناب حافظ محمد نواز صاحب نے فضائل صحابہ کے موضوع پر دلپذیر وعظ فرمایا۔ اس نشست میں جناب صوفی محمد اسماعیل صاحب قصوری اور جناب حاجی محمد دین صاحب قصوری اور جناب صاحبزادہ مقبول حسین شاہ صاحب علی پوری نے وجد آفرین نعتیں سنا کر حاضرین سے داد تحسین لی۔

نشست ثانی بعد از نماز مغرب

از ۷½ تا ایک بجے شب

زیر صدارت پیران رسجادہ نشینان چورہ شریف ضلع کیمبلپور اولاً مدرسہ نقشبندیہ کے طلباء نے قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حکیم مبارک احمد صاحب لاہوری کے لڑکوں برخوردار سعید احمد و مقبول حسین نے نہایت خوش لہجہ میں نعت پڑھی۔ حاضرین وجد سے جھوم اٹھے اس کے بعد مولانا منشی احمد دین صاحب گجراتی اور جناب ملک امجد حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور نے فضائل صوفیاء کرام پر مؤثر تقریریں کیں۔ ان کے بعد حضرت مولانا صاحبزادہ پیر افضل حسین شاہ صاحب نے نماز کے موضوع پر نہایت فاضلانہ اور دلائل و براہین سے مرشح و مزین نہایت عمدہ تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی علم و عرفان کے دُر ہائے گراں مایہ تھے جو حاضرین پر نچھاور ہو رہے تھے اور طالبین صادقین عقیدت کی جھولیوں میں بھر رہے تھے۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخیر حضرت سراج الملت قدس سرہ کی تصنیف افضل الرسل کا تعارف بھی کرایا اور اس کے خریدنے کا جملہ یاران طریقت کو ارشاد فرمایا۔ آپ کے بعد چمنستان معرفت کے خوشرنگ پھول حضرت مولانا صاحبزادہ غلام نقشبند یہ چوراہی نے کرامات اولیاء پر نہایت مدلل اور فاضلانہ تقریر فرمائی۔ جس کو حاضرین نے بسمع قبول سنا۔ آپ نے

اپنی تقریر میں اولیاء اللہ کے اوصاف اور ان
کے کمالات جس انداز سے بیان فرمائے وہ نہایت
دلکش تھا۔ پھر تقریباً ایک بجے یہ مبارک نشست
صلوٰۃ والسلام و دعائے خیر اختتام پذیر ہوئی۔

روز دوم ہفتہ

نشست اوّل زیر صدارت معدنِ جود و سخا آفتاب
شریعت، مہتاب طریقت حضرت مولانا الحاج شمس
الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہٗ
حافظ عبد اللطیف صاحب سیالکوٹی نے تلاوت
قرآن شریف کی۔ قاری امداد حسین لاہوری اور جناب
صابر صاحب قصوری اور شیخ افتخار احمد اور دیگر نعت
خوانوں نے نہایت خوبصورت اور حسین نعتیں پڑھکر
حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ جناب مولانا غلام جیلانی
کلیم حیدر آبادی اور جناب رانا بشیر احمد خاں صاحب
اور جناب مولانا علامہ حافظ غلام رسول صاحب صدر
المدرسین مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف نے تقاریر
فرمائیں۔ اور جناب مولانا حاجی خوشی محمد صاحب
خلیفہ مجاز ملتانی نے رباعیات راتب پڑھکر سنائیں
اور پھر تقریباً ایک بجے صلوٰۃ و سلام پر جلسہ برخاست
ہوا۔

نشست دوم بعد از نماز مغرب
از ۷ ½ بجے تا ایک بجے شب

قرآن شریف کی تلاوت کے بعد نعت خوانی
ہوئی۔ پھر حضرت مولانا جوہر الملت علامہ پیر سید
اختر حسین شاہ صاحب نے تقریباً تین گھنٹہ وعظ فرمایا
آپ نے اپنے وعظ میں نقلی اور اصلی پیروں کی علامتوں
اور اوصاف کو بیان فرماتے ہوئے اس بات پر زور
دیا کہ نقلی پیروں سے بچو اور اصلی پیر محبوب رب تعالیٰ کے
محبوب و مقبول بندے ہیں ان کی تلاش کرو اور ان
کے دامن عقیدت کو تھام لو تاکہ تمہارا بیڑا پار ہو جائے
آپ نے فرمایا سلسلہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کا حکم ہے
اونچی آواز سے ذکر کرنا اکابر نقشبندیہ نے پسند نہیں
کیا۔ آپ کی تقریر سے حاضرین نہایت متاثر ہو رہے
تھے اور ایک ایک لفظ کو پوری توجہ سے سن رہے
تھے۔ آخیر میں آپ نے کتاب افضل الرسل کے متعلق
تبصرہ فرماتے ہوئے سب یاروں کو حکم دیا کہ اسی وقت
خریدو۔ آپ کے حکم سے حاضرین جلسہ کتاب کو خریدنے
کے لئے پروانہ وار جمع ہو گئے اور کتاب کے تمام نسخے
وہاں دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو گئے۔ بعد ازاں حضرت
شمس الملت سجادہ نشین مدظلہم العالی نے جناب ماسٹر
محمد سلیمان صاحب اور جناب شیخ خوش نصیب صاحب
اور جناب چوہدری عطا محمد صاحب اور جناب سلطان محمد
صاحب کو دستار خلافت عطا فرمائی۔ پھر ختم شریف
پڑھا گیا اور ایصال ثواب کیا گیا۔ تقریباً تین بجے
صبح یہ جلسہ صلوٰۃ و سلام اور دعائے خیر پر ختم ہوا۔

تبصرے

> تبصرہ کے لئے ہر ایک کتاب کے دو دو نسخے بھیجنے چاہئیں۔

گلزار شریعت المعروف سچی نماز فقہ کے لابدی اور ضروری مسائل جو عام طور پر ہر مسلمان کے سامنے آتے رہتے ہیں، وہ نہایت اچھی زبان میں حضرت مولٰنا علامہ نسیم قادری بستوی نے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں۔ بالخصوص طہارت اور نماز اور اذان وغیرہ کے مسائل کو بالتفصیل بیان کر دیا ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ٹائیٹل سہ رنگا بلاک پر نہایت خوبصورت اور دلکش چھپا ہوا ہے۔
قیمت ایک روپیہ پچیس پیسہ
ملنے کا پتہ۔ محمد عبد الغنی بک سیلر مشن روڈ کانپور

ناصر الاسلام الحاج مولانا قاری سید عبد الاسلام صاحب قادری باندوی سجادہ نشین کراچی کی تصنیفات جو اپنے موضوع میں اپنا جواب نہیں رکھتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

خلد خیال حصہ دوم حسین اور خوبصورت نعتوں کا مجموعہ ہے
قیمت ۸ر آنے۔

میلاد اسلام تذکرہ خیر الانام حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و بعثت کی نورانی و روحانی واقعات کا نظم و نثر میں دلفریب گلدستہ ہے۔ قیمت نامعلوم

میلاد انیس الخواتین یہ میلاد شریف کا دوسرا گلدستہ ہے جو عورتوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ قیمت عہ

عماد الدین یہ کتاب نماز کے موضوع پر ایک نہایت مفید اور بے نظیر کتاب ہے
قیمت ۸ر

فیوض امانت یہ کتاب سلسلہ قادریہ کے اذکار و وظائف اور اس کی تعلیم کے طریقہ میں نہایت عمدہ کتاب ہے۔
قیمت ۸ر

خنجر براہین بر گلوئے قادیانیت
مسئلہ ختم نبوت کو مضبوط دلائل سے اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے۔
قیمت نامعلوم

مبارکباد

ادارہ ماہنامہ انوار الصوفیہ جناب شیخ خوش نصیب صاحب ملتان۔ چوہدری عطا محمد صاحب پیپلز کالونی لائل پور۔ جناب محمد سلیمان صاحب سابق ہیڈ ماسٹر ڈیرہ غازیخاں۔ جناب سلطان احمد صاحب راولپنڈی ملازم محکمہ ریلوے کی خدمت میں عرس شریف کے موقع پر حضرت شمس الملت مدظلہ العالی کی نظر عنایت سے دستار خلافت کے حاصل ہونے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ خلافت کا جو مقصد ہے اس کو سمجھ بوجھ کر اس کی تکمیل میں کوشاں رہیں۔ آمین ثم آمین۔

کشف الظلام عن تقبیل الابہام اس کتاب میں اذان میں کلمہ اشہد ان محمد رسول کے سننے پر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کے مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

گلدستہ معراج معراج کے موضوع پر بڑی عجیب کتاب ہے۔

سفر بغداد اس کتاب میں حضرت مولٰنا عبدالسلام قادری مدظلہ العالی نے اپنے سفر بغداد کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔

یہ جملہ کتابیں مکتبہ انوار الصوفیہ سے بھی براہ راست دستیاب ہو سکتی ہیں۔

افضل الرسل جس کا جملہ یاران طریقت واہل اسلام کو ایک مدت سے دیکھنے اور پڑھنے کا انتظار تھا وہ چھپ گئی ہے۔ یہ کتاب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت علی سائر الانبیا کے موضوع پر وافی وکافی کتاب ہے۔ یہ کتاب سیر کی جملہ کتابوں کا خلاصہ اور عطر ہے۔ آج تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محامد بیان کرنے میں اردو زبان میں کوئی ایسی جامع کتاب مرتب نہیں ہوئی۔ امام طریقت الحاج مولانا شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی وحضرت الحاج علامہ مولٰنا جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہما العالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کتاب کو جملہ یاران طریقت خریدیں اور پڑھیں اور اس سے روحانی استفادہ کریں۔ قیمت [illegible] روپے مع محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ مکتبہ انوار الصوفیہ قصور

از دفتر انجمن خدام الصوفیہ لائل پور

مکرمی جناب مولانا صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بفضلہ تعالیٰ لائل پور کے یاران طریقت کا ہفتہ وار اجتماع باقاعدگی سے جاری ہے۔ افسوس ہے کہ ۲۴ دسمبر ۱۹۶۲ء سے بعد کے متعلق آپ کی خدمت میں آج تک اطلاع نہیں ارسال کی جا سکی۔

۵ اپریل کو ہفتہ وار آخری اجلاس چوہدری محمد اسماعیل صاحب صراف کے دولت کدہ پر منعقد ہوا خوش بختی سے جناب صاحبزادہ سید احمد حسین شاہ صاحب کی تشریف آوری سے اجلاس کو شرف قیادت نصیب ہوا۔ ختم خواجگان اور ختم معصومیہ پڑھا گیا۔ حلقہ ذکر کے بعد نعت خوانی وسلام کا نذرانہ بھی پیش کیا گیا۔ بعد مغرب پرتکلف عشائیہ سے حاضرین حضرات کی تواضع ہوئی۔ آج کے اجلاس میں باقاعدہ عملی اقدام کے متعلق غور کے بعد یہ طے ہوا کہ:

۱۔ جو یاران طریقت شمولیت میں بے نیازی برتتے ہیں ان کو سرگرم عمل کرنے کے لئے مزید کوشش کی جائے۔

۲۔ رسیدات کی کتابیں چھپوائی جائیں اور ماہوار چندہ وصول کیا جائے جو کم از کم ایک روپیہ ہو۔

۳۔ سالانہ عرس شریف کے موقع پر یاران لائل پور کی طرف سے لنگر میں کچھ نذرانہ پیش کیا جایا کرے جو اس سال "دیگ" کی شکل میں ہونا چاہیے۔

۴۔ حاجی غلام جیلانی صاحب وحاجی محبوب علیخان صاحب

مشورہ کر کے رسیدات چھپوائیں۔

الحمد للہ رسیدات کی کتب تیار ہو گئی ہیں اور عملی کام شروع کر دیا گیا ہے۔

آپ سے استدعا ہے کہ سب یاران طریقت لائلپور کی جن کے نام رسالہ "انوار الصوفیہ" جاری ہے کی فہرست ارسال فرمائیں تاکہ جن حضرات کو رسالہ نہیں پہنچ رہا ان کے نام رسالہ جاری کرانے کی کوشش کی جائے۔

تشکیل انجمن کے سلسلہ میں منفصلہ عہدیداران کا اتفاق رائے سے انتخاب عمل میں آیا۔

صدر۔ چوہدری عطا محمد (خلیفہ مجاز)

نائب صدر۔ حاجی خلیفہ اللہ دوہایا صاحب۔ چوہدری مشتاق احمد صاحب۔

ادارہ تحریر۔ حاجی غلام جیلانی صاحب و حاجی ماسٹر عبدالرحمن صاحب۔

تبلیغ۔ شیخ افتخار احمد صاحب۔ حاجی محبوب علی خاں صاحب۔ حاجی عبدالواحد صاحب۔

(عطا محمد خریدار ۵۲ صدر انجمن ہذا)

بھوبہ میں انوار تصوف کی بارش

سال ہائے گذشتہ کی طرح امسال بھی قصبہ بھوبا ضلع ہمیرپور میں عرس شریف باہتمام شرف نگاہ قاضی مولانا سید محمد حسین صاحب خلیفہ مجاز خوبی و جماعتی نقشبندی کے مکان پر مورخہ ۱۲ ار مئی ۱۹۶۳ء بروز اتوار منعقد ہوا۔ فاتحہ سالانہ عرس شریف اعلیٰ حضرت جناب امیر ملت قبلہ عالم الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کی بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا۔ جس میں ماہتاب تصوف رہبر طریقت شمع رشد و ہدایت حکیم حاجی محمد طاہر صاحب مراد آبادی دام برکاتہم جلوہ افروز ہوئے اور انوار تصوف کی بارش سے تشنہ کامان و عاشقان کو مستفیض فرمایا۔ سبھی عوام و خواص نے فیض ظاہری و باطنی حاصل کیا۔

سلسلہ اوقات اس طرح ادا کئے گئے۔

بعد نماز فجر قرآن خوانی۔ ۹ بجے سے نعت خوانی اور بعدہ ۱۱ بجے دوپہر جماعتی لنگر سے لوگوں کو کھانا دیا گیا۔ بعد نماز عصر ختم خواجگان اور نعت خوانی۔ شب کو گیارہ بجے آخری قل شریف ہوا۔ رات کو وعظ و تقریر میں جناب مولانا حکیم الحاج صوفی محمد طاہر صاحب مراد آبادی دامت برکاتہم کے علاوہ حضرت صوفی عبدالحمید چشتی خلیفہ مجاز مرزا پوری دامت برکاتہم نے بھی عرس شریف میں شرکت فرمائی اور اپنی شیریں کلام وجدانی نغموں سے عوام کے دلوں کو لبھایا۔ جناب مولانا سید محمد حسین صاحب خوبی جماعتی نقشبندی نے قبلہ عالم حضرت امیر ملت کی سوانح حیات، اور دیگر کرامات پر روشنی ڈالی۔ قاضی الحاج حافظ عبدالقدیر صاحب بھوبوی نے وعظ فرمایا الحاج صوفی ظہور احمد صاحب نے سرکار دو عالم سے محبت کے عنوان سے درس و تدریس سے اپنی وجد آفرین تقریر سے محو کر لیا اور تیا جناب حضرت حکیم محمد طاہر صاحب دام برکاتہم کی تقریر و نعت خوانی کے بعد جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

خاکسار سید سعادت علی محلہ دروازہ جعفر پور

محمد احمد صاحب جماعتی
ماڈل ٹاؤن لاہور

اقبال کا پیغام

اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے

علامہ اقبال کا پیغام اہل مشرق کے لئے بالعموم اور ملتِ اسلامیہ کے لئے بالخصوص ایسے زریں اسباق کا حامل ہے کہ جن کی اہمیت اور ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے ان کے پیغام کا سمجھنا سمجھانا اور اس پر عمل کرنا ملت اسلامیہ کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اقبال کا پیغام قرآن کریم کے قائم کئے ہوئے نظامِ حیات کی تفسیر اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی والہانہ ترجمانی ہے۔ اس کی آواز فطرت کا ساز ہے۔ جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں۔

بسکہ عود فطرتم نادر نواست
ہم نشیں از نغمہ ام ناآشناست
نغمۂ من از جہان دیگراست
ایں جرس را کاروان دیگراست

حیات انسانی کے دوام کے لئے جو راز ہائے سربستہ اقبال نے بیان کئے ہیں ان کی مثال شاعری میں ملنی دشوار ہے۔ بلکہ ان کے دعوے کے مطابق تو کسی شاعر نے وہ راز بیان نہیں کئے جو انہوں نے بیان کئے ہیں۔

ہیچکس رازے کہ من گویم نہ گفت
ہمچو فکرِ من دُرِ معنی نہ سفت
سِر عیش جاوداں خواہی بیا
ہم زمیں ہم آسماں خواہی بیا

اقبال ایک حساس طبیعت اور متفکر فطرت لے کر آئے تھے۔ جب انہوں نے ملت اسلامیہ کی بوسیدہ حالت کو دیکھا تو انہیں بہت افسوس ہوا اور ملت کی پستی اور ذلت پر رونا آیا۔ ان کے تفکر نے عہد ماضی کی شان و شوکت اور مد و جذر پر غائر نظر ڈال کر کچھ نتائج اخذ کئے۔ قوم کی نبض دیکھ کر اس کے امراض کا پتہ چلایا اور پھر ایک نسخہ شفا مرتب کیا جو قوم کی حالت کو بہتر بنانے اور ملت کے مستقبل کو روشن کرنے کا ذریعہ ہے۔

وہ "نسخہ شفا" جو اقبال نے پیش کیا وہ دراصل وہی "نسخہ کیمیا" تھا جو چودہ سو برس پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ اقبال نے زمانہ کی تبدیلیوں اور تاریخ عالم کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نسخہ کیمیا کی تفسیر پیش کی۔

"خودشناسی" اور "معرفت نفس" تخلیق انسان کا مقصد اولین ہے اور یہی درس اس کو تہذیب اخلاق سیاستِ مدن اور معرفت الٰہی تک پہنچانے کا ضامن ہے۔ دین فطرت کا پرستار ہوتے ہوئے بھی یہ امر باعثِ حیرت ہے کہ مسلمان خودی سے اس قدر غافل کیوں ہے؟ اور اس نے خودشکنی، بیچارگی، بے سرو سامانی اور بے عملی کو اپنی تقدیر کیوں سمجھ رکھا ہے۔

اپنی اسباق کو جن کے بھول جانے کی وجہ سے ملت اسلامیہ زبوں حالی میں مبتلا ہے اقبال نے اپنی شاعری کے ذریعہ پیش کیا ہے۔ اور یہی درس ان کا وہ خاص پیغام ہے جو ان کو دیگر شعرا اور حکما سے ممتاز کرتا ہے یہ تمام پیغام دراصل صرف ایک لفظ "خودی" میں مضمر ہے مگر اس ایک لفظ کی تشریح اور توضیح ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے۔ ذیل میں اقبال کے فلسفۂ خودی کی مختصر تشریح کی جاتی ہے۔

فلسفۂ خودی

خودی سے اقبال کی مراد تکبر اور غرور نہیں بلکہ وہ استقلال ذاتی مراد ہے جو ہر مخلوق کے علم وعمل کو ایک مخصوص دائرے میں نمایاں کرتا ہے۔ اور اس کی ترقی اور بالیدگی کے سامان مہیا کرتا ہے اس لئے وہ جوہر ہے عرض نہیں آفتاب ہے آفتاب کا سایہ نہیں۔ متحرک ہے ساکن نہیں۔ غرض وہ ایک حقیقی زندگی ہے اور زندگی کی عام لذتیں اس کے استحکام اس کی توسیع اور اس کے اثبات سے وابستہ ہیں۔

علامہ اقبال اسرار خودی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :۔

"یہ وحدت وجدانی یا شعور کا روشن نقطہ جس سے تمام انسانی تخیلات وجذبات وتعینات مستنیر ہوتے ہیں۔ یہ پراسرار شے جو فطرت انسانی کی منتشر اور غیر محدود کیفیتوں کی شیرازہ بند ہے یہ "خودی" یا "انا" یا "میں" جو اپنے عمل کی رو سے ظاہر اور اپنی حقیقت کی رو سے مضمر ہے جو تمام مشاہدات کی خالق ہے مگر جس کی لطافت مشاہدہ کی گرم نگاہوں کی تاب نہیں لا سکتی کیا چیز ہے؟ کیا یہ ایک لازوال حقیقت ہے یا زندگی نے محض عارضی طور پر اپنی فوری اغراض کے حصول کی خاطر اپنے آپ کو اس فریب تخیل اور دروغ مصلحت آمیز کی صورت میں نمایاں کیا ہے؟"

علامہ اقبال نے ڈاکٹر نکلسن کو مسئلہ خودی کی تشریح لکھی تھی۔ ڈاکٹر نکلسن نے علامہ کی کتاب اسرار خودی کے انگریزی ترجمہ میں اپنے دیباچہ میں اس تحریر کو بھی درج کیا ہے۔ اس تحریر کے بعض حصوں کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"انسان کا اخلاقی اور مذہبی نصب العین نفی خودی نہیں بلکہ اثبات خودی ہے یہ نصب العین اس وقت حاصل ہوتا ہے جب انسان

اخبار آستانہ عالیہ

الحاج مولانا شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ وجوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب ومولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب، مولانا الحاج سید پیر بشیر حسین صاحب ومولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب ودیگر صاحبزادگان علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی شروع رمضان المبارک سے مدینہ منورہ قیام پذیر ہیں۔ آئندہ ماہ جولائی یا اگست کے پہلے ہفتہ میں واپس تشریف لائیں گے۔ آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیروعافیت ہے اللہ تعالیٰ اس دودمان عالی کو ہمیشہ قائم اور باقی رکھے۔ آمین

زیادہ سے زیادہ منفرد اور یکتا بن جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اپنے اندر اوصاف خداوندی پیدا کرو"۔ چنانچہ انسان اس یکتا ترین فرد (خدا) سے وصل اور قرب پیدا کرنے سے خود بھی فرد یکتا بن جاتا ہے۔"

"خدا کیا ہے؟ ایک انفرادی شے ہے۔ اس کی سب سے اعلیٰ صورت "خودی" ہے جس کے حصول کے بعد فرد ایک مکمل اور قائم بالذات مرکز بن جاتا ہے لیکن وہ ابھی تک مکمل فرد نہیں ہوا ہے۔ وہ خدا سے جتنا دور ہوتا جاتا ہے اتنی ہی اس کی انفرادیت کم ہوتی جاتی ہے۔ جو خدا سے قریب ترین نقطہ پر پہنچ جاتا ہے وہی مکمل ترین شخص ہے۔"

مندرجہ بالا اقتباسات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ لذت حیات "انا" کی انفرادی حیثیت، اس کے اثبات استحکام اور توسیع سے وابستہ ہے۔ اسرار خودی میں "خودی" کے متعلق علامہ اقبال فرماتے ہیں:-

نقطۂ نورے کہ نام او خودی است
زیر خاک ما شرار زندگی است
پیکر ہستی ز آثار خودی است
ہر چہ می بینی ز اسرار خودی است

ترجمہ:- خودی ایک نور جو ہماری خاک یعنی جسم میں زندگی کی چنگاری ہے۔ ہماری زندگی خودی کی نشانیوں میں سے ہے اور جو کچھ ہم دیکھتے ہیں خودی کے اسرار ہیں۔

علامہ اقبال کے نزدیک خودی وہ مخفی قوت ہے جو کائنات کے ہر وجود میں چاہے وہ ذرہ ہو یا پہاڑ، قطرہ ہو یا دریا، سنگ ہو یا گوہر، شرارہ ہو یا شعلہ غرضیکہ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز میں پائی جاتی ہے۔ اور اس مخفی قوت کے وجود پر اس شے کی بقا کا انحصار ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ یہ مخفی قوت جس قدر زیادہ ہوتی ہے اسی قدر شے کی بقا طویل تر ہوتی ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کسی شے کی بقا کا انحصار محض خودی کے وجود پر ہے تو یہ کہنا ہرگز مبالغہ نہ ہوگا۔ بلکہ اگر ہم یہ کہیں کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر شے کی بقا کے لئے خودی اور صرف خودی کے اندر پیدا کیا ہے تو ہمارا یہ بیان نہ صرف مناسب بلکہ انسب ہوگا۔

یہ وہ جدید مفہوم ہے جو اقبال نے خودی کے اندر پیدا کیا ہے اور جو آج تک کسی مفکر نے پیدا نہیں کیا یہ امتیاز اور یہ خصوصیت صرف اقبال ہی کو حاصل ہے جنہوں نے اس سربستہ راز کو معلوم کر کے دوسروں کو اس کی فکر کرنے اور سمجھنے کی دعوت دی۔

نوٹ:- آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ اثبات خودی کے اسباب، خودی کی قوت تسخیر، ضعف خودی کے اسباب، تربیت خودی اور نیابت الٰہی کے موضوعات پر بحث کی جائے گی۔

Regd. No. L. 7478

JUNE 1963

The Monthly
ANWAR-UL-SOOFIA